SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, February 23, 1992.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at four of the clock in the evening, with Mr. Presiding Officer (Syed Faseih Iqbal) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَوَلَمۡ یَرَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰہُمَا ؕ وَ
جَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلۡنَا فِی الۡاَرۡضِ
رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِہِمۡ وَجَعَلۡنَا فِیۡہَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّہُمۡ یَہۡتَدُوۡنَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلۡنَا السَّمَآءَ
سَقۡفًا مَّحۡفُوۡظًا ۚۖ وَّہُمۡ عَنۡ اٰیٰتِہَا مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۳۲﴾ وَہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ الَّیۡلَ
وَالنَّہَارَ وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ کُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ ﴿۳۳﴾

[ترجمہ : کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے جدا جدا کر دیا۔ اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔

اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ لوگوں (کے بوجھ) سے ہلنے (اور جھکنے) نہ لگے اور اس میں کشادہ رستے بنائے تاکہ لوگ ان پر چلیں۔ اور آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔ اس پر بھی وہ ہماری نشانیوں سے منہ پھیر رہے ہیں۔

اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو بنایا (یہ) سب (یعنی سورج اور چاند اور ستارے) آسمان میں (اس طرح چلتے ہیں گویا) تیر رہے ہیں۔]

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, February 23, 1992.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at four of the clock in the evening, with Mr. Presiding Officer (Syed Faseih Iqbal) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَ
جَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ (٣٠) وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ
رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ (٣١) وَجَعَلْنَا السَّمَاۗءَ
سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ښ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ (٣٢) وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ
وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (٣٣)

[ترجمہ : کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے جدا جدا کر دیا۔ اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔

اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ لوگوں (کے بوجھ) سے ہلنے (اور جھکنے) نہ لگے اور اس میں کشادہ رستے بنائے تاکہ لوگ ان پر چلیں۔ اور آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔ اس پر بھی وہ ہماری نشانیوں سے منہ پھیر رہے ہیں۔

اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو بنایا (یہ) سب (یعنی سورج اور چاند اور ستارے) آسمان میں (اس طرح چلتے ہیں گویا) تیر رہے ہیں۔]

جناب پریذائیڈنگ آفیسر (سید فصیح اقبال) : جزاک اللہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج کی کارروائی سب سے پہلے چھٹیوں کی درخواستیں ہیں۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جناب اقبال احمد خان ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے گیارہ فروری سے 19 رفروری تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کی رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ڈاکٹر نصیر الدین جوگیزئی وزیر اعظم صاحب کے ساتھ بیرون ملک دورہ پر تھے جس کی بناء پر مورخہ 16 رفروری تا 19 رفروری اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔ لہٰذا انہوں نے ایوان سے ان تواریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جناب صوبیدار خان مندوخیل ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اس لئے انہوں نے صحت یابی تک ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : میرا خیال ہے ان کی صحت یابی کے لئے بھی دعا کر لیں۔

(دعا کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جناب سردار بشیر احمد ترین نے ناگزیر مصروفیات کی بنا پر مورخہ 23 رفروری تا 23 رمارچ تک ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : پیر سید اسرار حسین شاہ صاحب نے علالت کی بنا پر مورخہ 23 ر فروری تا 14 ر مارچ ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جناب جام کرار الدین صاحب نے ناگزیر وجوہات کی بنا پر مورخہ 22 ر تا 26 ر فروری ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جناب حاجی محمد ابراہیم صاحب علالت کی بنا پر مورخہ 2 ر تا 20 ر فروری اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ لہٰذا انہوں نے ایوان سے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جناب مخدوم محمد جاوید ہاشمی وزیر مملکت برائے خصوصی تعلیم و سماجی بہبود نے اطلاع دی ہے کہ وہ اسلام آباد سے باہر ہیں اس لئے وہ آج کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکیں گے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں ؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : اچھا جناب ! چونکہ اب ہمارے پریذائیڈنگ افسر ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب آ گئے ہیں۔ اس لئے اب میری درخواست ہے کہ وہ آ کر اجلاس کی صدارت کریں۔ علاوہ اس کے میں اپنے ممبران سے ضرور درخواست کروں گا کہ وقت پر لیکن کم از کم پریذائیڈنگ افسران کو تو ضرور وقت کی پابندی کا لحاظ کرنا چاہئے اور وقت پہ آیا کریں۔

(مداخلت)

(اس مرحلہ پر کرسی صدارت پر جناب ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب تشریف فرما ہوئے)۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر (ڈاکٹر بشارت الٰہی) : آیٹم نمبر 1 (بی) پروفیسر خورشید احمد صاحب !

Privilege Motion on the breach of privilege arising out of the statement of Syed Tariq Mehmood, the Minister for Housing and Works made in the House on 21-11-1991.

PRIVILEGE MOTIONS

(i) *RE*: THE DEFAMATION CAUSED BY THE ALLEGED STATEMENT OF SYED TARIQ MEHMOOD AGAINST PROF. KHURSHID AHMED

Prof. Khurshid Ahmed: I seek the leave of the House to move the following Motion:—

> I was unable to attend the last session of the Senate because of my illness which detained me in the U.K. I had sought leave of the House for this absence.

The daily 'Jang' Rawalpindi of November 22, 1991 has reported that the Minister for Housing and Works Mr. Tariq Mahmood said in the House that a Senator *i.e.* myself made a lengthy speech in support of the merit principle in the Standing Committee and after that I gave him *i.e.*, the Minister two applications for allotment. He also said that he signed one application on my insistence. This is a total misrepresentation of the events. I did not seek any allotment of land, house or anything for myself or for any of my relatives from the said Minister or from anyone else. After the meeting of the Standing Committee I had given him two applications from two employees of the government who had not been able to secure housing facilities for their families from the government in accordance with their entitlement and needs. Their cases had been pending for long period of time and they had been suffering from this injustice. I asked the Minister to redress their grievances and help them in securing their right. I even did not ask him to use his discretionary quota in that respect. The two applications were from ordinary people who had contacted me and had no relationship to me, and to the best of my knowledge both the cases remained un-redressed. The said Minister did receive the two applications and promised to look into the matter and it ended at that.

It is extremely shocking that he has made a statement and used words which gave the impression that I was seeking for any allotment from him for myself. I have received a number of letters from different people of the country asking about the situation and it clearly shows that this statement has been instrumental in defaming me, and the most unfortunate aspect is that this statement was made in my absence with the result that I could not clarify my position.

I submit that this statement of the said Minister constitutes a violation of my privilege as a member of the Senate and constitutes an attempt to defame me. I, therefore, ask the leave to move that this Privilege Motion may be referred to the Privileges Committee of the Senate for consideration."

Mr. Presiding Officer (Dr. Bisharat Elahi): Minister for Housing and Works.

Syed Tariq Mahmood: I oppose, Sir.

پروفیسر خورشید احمد : جی میں اپنا کیس پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد پھر یہ وضاحت کر دیں جناب جیسا کہ میں نے اپنی تحریک استحقاق کے متن میں عرض کیا ہے۔ میں ملک میں بھی نہیں تھا اور اس ایوان میں بھی نہیں تھا۔ اور جو خبر اخبار میں شائع ہوئی ہے وہ پہلے آپ کو سناتا ہوں۔ سرخی یہ ہے۔ "میرٹ پر مکانوں کی الاٹمنٹ میں سب سے بڑی رکاوٹ ارکان پارلیمنٹ ہیں"۔ ایک رکن نے سٹیڈنگ کمیٹی کے اجلاس میں میرٹ پر لمبی چوڑی تقریر کی اور بعد میں درخواستیں نکال کر دے دیں۔ ارکان دباؤنہ ڈالیں اور مداخلت بند کر دیں تو میرٹ پر عملدر آمد شروع ہو جائے گا۔ طارق محمود" اس کے بعد یہ بتایا جاتا ہے کہ سٹیڈنگ کمیٹی کے اجلاس میں ایک سینٹر صاحب نے میرٹ کے سلسلے میں زور دیتے ہوئے لمبی چوڑی تقریر کی۔ اور اس اجلاس کے اختتام پر اپنی جیب سے الا ٹمنٹ کی دو درخواستیں نکال کر مجھے دے دیں۔ صرف الاٹمنٹ کی 'اور دستخط کرنے پر مجھ سے اسرار کیا۔ چنانچہ میں نے ایک درخواست پر دستخط کر دیئے۔ سید طارق محمود کی اس بات پر ایوان میں متعدد سینیٹرز نے کھڑے ہو کر مطالبہ کیا اور انہوں نے چیئرمین سے درخواست کی طارق محمود مذکورہ سینیٹر کا نام بتائیں۔ جس پر انہوں نے کہا کہ وہ سینیٹر جماعت اسلامی کے پروفیسر خورشید احمد تھے۔ تاہم اس موقع پر پروفیسر خورشید احمد ایوان میں موجود نہیں تھے۔

جناب والا! میں سب سے پہلی بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس طریقے سے یہ خبر اخبارات میں آئی ہے اور جو الفاظ یہاں استعمال کئے گئے ہیں ان سے سب سے یہ general impression create کیا گیا کہ گویا کوئی مکان میں الاٹ کرا رہا ہوں یا پھر کوئی الاٹمنٹ seek کر رہا ہے۔ اور بعینہ یہ سوال مجھ سے پوچھا گیا جب میں کراچی ایئرپورٹ پر اترا۔ پریس والوں نے مجھ سے یہی سوال کیا۔ میں اس وقت واقف بھی نہیں تھا کہ میرے پیچھے کیا چیز ہوئی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ مسئلہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ایسے ایسے ایوان میں یہ چیز آئی تھی۔ اور آپ کا نام وہاں لیا گیا تھا۔ میں نے اس کی تردید کی جو اخبارات میں آئی کہ میں نے کبھی کوئی الاٹمنٹ گورنمنٹ سے آج تک seek نہیں کیا۔ نہ اپنے لئے نہ اپنے کسی عزیز کے لئے۔ اور جس واقعہ کو refer کیا گیا ہے اس کا تعلق سرکاری ملازمین کی عمومی شکایات سے ہے کہ جس میں انہیں برسوں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اور وہ اپنے استحقاق یا ضرورت کے مطابق مکان حاصل نہیں کر پاتے۔ اور ایسی صورت میں وہ ارکان اسمبلی' ارکان سینٹ سے رابطہ کرتے ہیں۔ اور اگر ہم یہ محسوس کریں کہ کوئی genuine case ہے تو ہم اسے recommend کرتے ہیں۔ اس میں ہم خود کوئی favour نہیں لے رہے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ میرٹ کی بنیاد پر سارے فیصلے ہوں۔ کوئی فیصلہ اس سے ہٹ کر نہ ہو۔ لیکن یہاں نہ صرف یہ کہ میرٹ کی بنیاد پر فیصلے نہیں ہوتے بلکہ جو genuine grievances ہیں ان کے redress کا بھی کوئی موثر نظام موجود نہیں اور اس سے پہلے آپ کے سامنے وہ ساری فہرست آئی ہے کہ جس میں پچاس سے زیادہ ایسے نام دیئے گئے ہیں جو اپنی entitlement سے زیادہ ہیں۔ جن کو دیئے گئے ہیں ایک درجہ یا دو درجہ۔ اور ان میں سے بیشتر ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں کوئی explanation نہیں دیا گیا کہ کن وجوہ پر یہ چیز ہوئی ہے۔ جناب والا! میں نے جو دو درخواستیں دی تھیں۔ ان میں سے ایک کا تعلق ایف جی سیکنڈری سکول کے ٹیچر سے تھا جس کا نام سید ایوب صابر ہے۔ جو تیرہ سال سے مکان کی تلاش میں ہے۔ suffer کر رہا ہے اور میں نے یہ درخواست وزیر موصوف کو دی تھی کہ ہاں اس پر آپ غور کریں۔ تیرہ سال سے ایک شخص مکان سے محروم ہے اور اسے مکان ملنا چاہئے۔ اس پر آپ غور کریں۔ دوسری درخواست میں نے دی تھی۔ ظفر محمود جو امیگریشن بیورو میں ایک آفیسر ہیں۔ اور یہ

ایک مکان میں 1974ء سے رہ رہے ہیں۔ اس نے سولہ سال اس مکان میں گزارے ہیں جو اس کی فیملی کی ضروریات پورا کرنے کے لئے ناکافی ہے۔ اس کے چھ بچے ہیں جو سکول اور کالج میں تعلیم پا رہے ہیں۔ بڑی فیملی ہے۔ بار بار اس نے درخواستیں دی ہیں لیکن یہ ہے کہ وہ کوئی redress حاصل نہیں کر سکا۔ یہ وہ دو درخواستیں تھیں جو پبلک کے نمائندے کی حیثیت سے میں نے وزیر موصوف کو دیں۔ وزیر موصوف سے میں نے ہرگز یہ اصرار نہیں کیا کہ آپ ابھی سائن کیجئے۔ ان کا یہ بیان درست نہیں ہے اور آج تک بھی میرے علم کی حد تک ان دونوں کے بارے میں کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ لیکن یہاں انہوں نے یہ بات کہی کہ نہیں، اصرار کیا گیا کہ ابھی کر کے دو۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اور میں میرٹ کے principle پر stand کرتا ہوں۔ میں نے کبھی کوئی فائدہ نہیں اٹھایا ہے۔ اور یہ میرا حق ہے بحیثیت پارلیمنٹ کے ممبر کے کہ اگر میرے پاس سرکاری ملازمین عام شہری، کوئی بھی شخص، جس کے ساتھ انصاف نہ ہوا ہو، جو کسی مشکل میں ہو، پریشانی میں ہو، ان کے کیس کو ہم آگے پیش کریں گے۔ یہ کوئی ذاتی منفعت نہیں ہے اور یہ کوئی میرٹ کے principle کا violation نہیں ہے۔ لیکن وزیر موصوف نے اپنے بیان میں جو انداز اختیار کیا وہ یہ تھا کہ اس میں یہ دونوں چیزیں، گویا کہ پارلیمنٹ کے تمام ممبرز اور خاص کر میں۔ میں نے text نکلوا کر بھی دیکھا ہے۔ اور میں ممنون ہوں اس ایوان کے چند ارکان کا جن میں جناب چیئرمین آپ بھی شامل ہیں کہ میری عدم موجودگی میں آپ حضرات نے مسئلے کو take up کیا۔ وزیر موصوف کو چیلنج بھی کیا، مجھے افسوس ہے کہ وہ چیزیں اخبار میں اس طرح نہیں آسکیں جو کہ text میں مجھے ملیں۔ میں اپنے ارکان سینٹ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس مسئلہ کو اس کی صحیح spirit میں لیا۔ کیونکہ یہاں مسئلہ نہ میرٹ کی violation کا ہے نہ کسی favour کے اصول کا ہے۔ بلکہ مسئلہ گورنمنٹ employees کے ساتھ اگر ناانصافی ہو رہی ہے یا کسی کو مشکلات ہیں اور وہ مشکلات کی دادرسی چاہتا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ان چیزوں کو آگے بھیجیں۔ یہ قطعاً کسی code of conduct کا violation نہیں ہے۔ کوئی illegal practice نہیں ہے۔

اور میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب ہم سے تو یہ فرماتے ہیں کہ میرٹ کی بات کرو، میرٹ کی بات کرو۔ لیکن میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ fact نہیں ہے کہ

ممتاز الدین شیخ ' ڈومیسائل حیدر آباد جسے ایف ٹائپ کا مکان 6/4- ایف ' دیا گیا ہے۔ وزیر پروڈکشن کی سفارش پر دیا گیا ہے اور سید طارق محمود صاحب کے دور میں دیا گیا ہے۔ اس کی اپنی entitlement 'D' category کی ہے لیکن اس سے بڑھ کر اسے دیا گیا ہے۔ اسی طریقے سے مسعود احمد شیرازی ' جسے ایف ٹائپ کیا گیا ہے۔ ایف۔ 6/4 ' اور یہ بھی اسی دور میں دیا گیا ہے۔ عنایت اللہ ' اسے بھی "سی" کی بجائے "ڈی" ٹائپ دیا گیا ہے۔ اور اسی دور میں دیا گیا ہے۔ انہی وزیر صاحب کے دستخطوں سے دیا گیا ہے۔ انوار الحق سٹینو گرافر ' اسے بھی ڈی کی بجائے ای دیا گیا ہے جی۔ 10/3 میں ' 12/2- ایک نہیں دسیوں مثالیں ایسی ہیں جو یہ وزیر حضرات کرتے ہیں۔ لیکن ہم نے ان سے کوئی ذاتی فائدہ نہیں اٹھایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو سٹیٹمنٹ انہوں نے یہاں دی اور ملک میں جس طریقے سے وہ شائع ہوا میری عدم موجودگی میں۔ اخبارات نے بھی اس میں آدھی رپورٹ دی۔ جو بات میرے دفاع میں یا اصول کے دفاع میں دوسرے ارکان سینٹ نے کہی تھی وہ بات نہیں آئی۔ صرف وزیر موصوف کا بیان آیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ میرے privilege کا violation ہوا ہے wrong statement کی بناء پر بھی اور اس بناء پر بھی کہ میری عدم موجودگی میں ایسی بات کہی گئی جس سے یہ تاثر پیدا کیا گیا کہ گویا میں نے کوئی فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے یا میں نے میرٹ کے principle کو violate کرایا ہے۔ یا میں نے کوئی ایسا اصرار کیا ہے ذاتی فائدہ اٹھانے کے لئے۔ ان میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں جناب والا ! کہ آپ اس مسئلے کو take up کریں اور کمیٹی اسے examine کرے۔

سید طارق محمود :

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

جناب چیئرمین صاحب ! ڈاکٹر صاحب جیسے فرما رہے ہیں کہ انہوں نے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : پروفیسر صاحب ' پروفیسر خورشید احمد۔

سید طارق محمود : پروفیسر خورشید احمد صاحب جیسے فرما رہے ہیں میں ان سے متفق ہوں کہ انہوں نے ابھی اپنے چھوٹے سے میں فرمایا کہ انہوں نے مجھے دو

درخواستیں دی تھیں۔ جناب عالی! یہ میرے پاس اس دن کی کارروائی موجود ہے جو آپ کے سینٹ نے دی ہے۔ اس میں' میں نے سینٹ میں جو بیان دیا تھا وہ یہ تھا۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ فرمارہے تھے۔ اس میں لکھا ہے۔ ڈاکٹر بشارت الٰہی۔ سر یہ بتایا جائے کہ انہوں نے کن کن سینٹرز اور ایم این ایز کی سفارش پر مکانات دیئے ہیں اور کیوں دیئے ہیں۔ Why? میں نے جواب دیا ایک سینٹ کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی دلچسپی کے لئے بتا دوں وہاں پر ایک معزز سینٹر تھے انہوں نے مجھ پر خاصی تنقید کی۔ جناب! آپ میرٹ پر نہیں جا رہے' آپ میرٹ پر جائیں اور جب سینٹ کمیٹی کی کارروائی ختم ہوئی تو انہوں نے اپنی جیب سے دو پیپر نکال کر مجھے دیئے۔ ان میں سے ایک میں نے کیا۔ وہ ریکارڈ پر موجود ہے۔ ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب! آپ نے فرمایا وہ کون سینٹر تھے میں نے جواب دیا پروفیسر خورشید احمد' یہ وہ کارروائی ہے جو سینٹ میں ہوئی تھی۔ جناب! میرے اس سٹیٹمنٹ سے پروفیسر صاحب جیسے فرمارہے ہیں کہ میں نے کہیں یہ کہا کہ انہوں نے کسی زمین کے قطعے کے لئے الاٹمنٹ کے لئے یا انہوں نے اپنی ذاتی رشتہ داری میں یا کسی کے لئے favour کرنے کی کوشش کی' اس سٹیٹمنٹ میں کہیں بھی ایسا نہیں آتا۔ میں آج بھی یہی بیان دیتا ہوں کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ پروفیسر صاحب نے اپنی ذات کے لئے اپنے عزیز کے لئے کوئی زمین کا قطعہ مانگا یا کچھ اور مانگا ایسا میں نے نہیں کہا۔ میں نے یہی کہا کہ انہوں نے' یہ سارا پڑھنے یعنی سیاق و سباق کے لحاظ سے سرکاری ملازمین کے مکانات کے سلسلے میں بات ہو رہی تھی اسی ضمن میں' میں نے یہ بیان دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پروفیسر صاحب کو شاید کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ یہ ایسی بات ہے جس کو سینٹ میں زیر بحث لایا جائے۔ میں زیادہ بات کرنا نہیں چاہتا اس لئے کہ یہ موجود ہے۔ میں نے یہ بالکل نہیں کہا کہ پروفیسر صاحب نے اپنے لئے زمین کا قطعہ مانگا تھا یا انہوں نے اپنے لئے مانگا تھا۔ سرکاری ملازمین کے لئے سب سفارش کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ نے بھی فرمایا تھا اور حضرات بھی کرتے رہتے ہیں۔ ہم accommodate کرنے کی انتہائی کوشش کرتے ہیں لیکن چونکہ مکانات کی قلت ہے اور سرکاری ملازمین زیادہ ہیں۔ لہٰذا کوشش کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ accommodate ہو جائیں۔ باقی باتیں جو پروفیسر صاحب نے کیں وہ اپنی جگہ ہیں ان پر بحث ہو سکتی ہے لیکن اس وقت مسئلہ صرف اس تحریک استحقاق کا ہے اس لئے میں اس پر

یہیں تک بات کرنا چاہتا ہوں ' آپ کا شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : پروفیسر صاحب ! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟

پروفیسر خورشید احمد : بالکل 'ابھی جو حصہ کارروائی کا پڑھ کر سنایا ہے محترم وزیر صاحب نے یعنی میں نے اپنی تحریک کو اخباری رپورٹ کے اوپر base کیا ہے اور اخباری رپورٹ بھی جو شائع ہوئی ہے اس کے اندر یہ بات موجود ہے کہ الاٹمنٹ کے لئے جو general statement ہے.................

سید طارق محمود : جناب ! یہاں یہ سینٹ کی کارروائی موجود ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : میں اسی طرف آ رہا ہوں آپ پوری بات سن لیں۔ تو پبلک تک جو چیز پہنچی ہے اس میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ جن سے غلط فہمی پیدا ہوئی اور میں نے شہادت دی ہے کہ مجھے آتے ہی سوالات ' خطوط اور پریس کے سوالات سے سابقہ پیش آیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کا context ہے وہ بھی آپ دیکھ لیجئے context یہ ہے کہ تقریر تو کی میرٹ کے حق میں اور درخواستیں دیں گویا کہ میرٹ کے خلاف 'اگر وہ یہ ثابت کر دیں کہ میں نے ان سے یہ کہا کہ آپ میرٹ کے بغیر دیجئے' میں نے ان سے یہ کہا کہ اس شخص کا استحقاق نہیں ہے لیکن آپ اس کو دیجئے' میں نے جو بات کہی ہے ان سے وہ یہ ہے کہ میرے پاس یہ درخواستیں آئی ہیں۔ ایک 13 سال سے انتظار کر رہا ہے' ایک 16 سال سے انتظار کر رہا ہے۔ آپ اسے examine کیجئے۔ میرٹ سے اس کا کہاں تضاد ہے اور میں نے مثال دے کر بتایا ہے آپ کو کہ ایک نہیں 50 کی فہرست پچھلے سینٹ کے سیشن میں آئی ہے اور پانچ نام میں نے ابھی دیئے ہیں کہ جنہیں ایک ایک اور دو دو higher grade کے مکان دیئے گئے ہیں اور جو میں نے مثالیں دی ہیں ان میں ہر ایک وہ ہے جو دو دو تین تین مہینے میں دیا گیا جنہوں نے 13' 13' 16' 16 سال انتظار نہیں کیا۔ میں نے وہ cases دیئے ہیں جنہوں نے 13' 13' 16' 16 سال انتظار کیا اور وہ سرکاری ملازمین ہیں اور ان کی دادرسی نہیں ہو رہی تو اس لئے میرٹ کے context میں اگر وہ یہ ثابت کر دیں کہ یہ میرٹ کے اصول کی خلاف ورزی ہے تو ان کی بات پر میں ضرور غور کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن جو context انہوں نے پیش کیا ہے اسی context سے یہ

ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے اس واقعہ کی مثال گویا کہ میرٹ کے اصول کی خلاف ورزی میں دی ہے اور میں نے ان سے کوئی violation کی بات نہیں کی۔

سید طارق محمود : جناب والا ! میں نے خود عرض کیا ہے کہ پروفیسر صاحب نے کہیں یہ نہیں کہا جو انہوں نے بعد میں اخبار میں بھی بیان دیا کہ میں نے اپنی ذات کے لئے نہیں مانگا۔ میں اسی اخبار کے بیان کی بات کر رہا ہوں اور جو اخبارات لکھتے ہیں ظاہر ہے ہم اس کو dictate نہیں کر سکتے کہ آپ یہ نہ لکھیں۔ اب سینٹ کے اندر جو کارروائی ہوتی ہے اس میں ان کا اپنا نکتہ نگاہ ہوتا ہے وہ پیش کرتے ہیں۔ ہم اس پر بحث کرتے ہی نہیں ہیں۔ بات تو ساری یہ ہے کہ پروفیسر صاحب نے کہا کہ جناب میں نے یہ نہیں کیا کہ میں نے اپنی ذات کے لئے کہا ہے میں واضح طور پر اس کی تردید کر رہا ہوں کہ انہوں نے یہ نہیں کہا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : پروفیسر صاحب ! آپ اس میں ایک بات کا ضرور خیال رکھیں۔

That the Minister is not responsible for whatever appears in the press.

یہ بات چونکہ سینٹ میں ہوئی تھی تو سینٹ کی کارروائی جو ہے وہ آپ کے سامنے بھی ہے ان کے سامنے بھی ہے تو اس کے علاوہ اگر پریس میں کوئی اور چیز آگئی ہو۔

I think the press is here and they can take a note of it and they will try to clarify the situation.

کہ آپ نے اپنے لئے کوئی favour نہیں مانگی تھی لیکن ایک بات ضرور ہے کہ out of یا merit کے خلاف ورزی کے لئے آپ کے پاس سفارش نہیں تھی۔ سفارش تو آپ کو صرف اس لئے تھی کہ آپ اسے دیکھ لیں۔

and if they fall within the merit that you have...

سید طارق محمود : I am sorry. جناب ! یہ بات understood ہے کہ سینٹر صاحبان یا ممبران قومی اسمبلی جو سفارش کرتے ہیں ان کے پاس لوگ آتے ہیں۔ وہ لوگ واقعی پریشان ہوتے ہیں اور یہ بالکل حق بجانب ہوتے ہیں کہ ان کی سفارش کریں۔ یہ عوام کے نمائندے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا۔ مجھ کو اس سے بالکل اختلاف نہیں ہے۔ مگر اختلاف اس بات پر ہے کہ ایک جگہ آپ یہ کہتے رہیں کہ

صاحب آپ ہماری بالکل نہ سنیں جیسے آپ نے خود فرمایا کہ جناب آپ merit پر جائیں۔ ہم کوشش کرتے ہیں۔ جب میں وزیر بنا تھا تو میں نے ساری فہرستیں بنائیں اور میں دعوے سے کہتا ہوں میں نے 17 سال کے اور 18 سال کے لوگوں کو مکان دیئے ہیں۔ لیکن ان کے ساتھ دوسروں کو بھی دیتے رہتے ہیں اور وہ ایم این اے حضرات' سینٹر حضرات میں ان کی سفارش کو میرٹ ہی مانتا ہوں اس لئے کہ ان کے پاس لوگ آتے ہیں اس میں کوئی متضاد بات نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ بات تو پھر متضاد ہو گئی جو آپ نے کہی کہ ایک آدمی کو دو مہینے کے بعد مکان مل جائے اور 18 سال والے کو نہ ملے تو So, this is not the merit.

سید طارق محمود: وہی میں کہہ رہا ہوں کہ ہم اس کو rectify کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور دیا بھی ہے 18 سال والوں کو' جناب! آپ نے بھی ایک سفارش کی تھی وہ بھی ہم نے دیا ہے آپ نے خود فرمایا تھا کہ نہیں دیں گے میں نے پہلا مکان اسی کو دیا جو آپ نے سفارش کی تھی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں نے تو forward کی تھی اور میرا خیال ہے اس میں اگر آپ covering letter بھی دیکھ لیں تو میں نے لکھا ہوا ہے That the applicant may be treated on merit. ایک میرا خیال ہے کوئی 12 سال کا تھا ایک سات سال کا تھا۔ He came to me and I forwarded it to you. آپ کا اگر کوئی ایک set merit ہے I am sure that nobody will grumble on this. ہم سب آپ کے ساتھ ہوں گے اور آپ کو forward ضرور کر دیا کریں گے لیکن اگر وہ میرٹ میں نہ آئے تو آپ بے شک ان کو الاٹمنٹ نہ کریں لیکن پھر یہ شکایت نہیں آنی چاہئے کہ جی فلاں کو ایک سال والے کو مل گیا ہے 6 مہینے والے کو مل گیا ہے اور 15 سال والے کو نہیں ملا۔

سید طارق محمود: جناب! کوشش کر رہے ہیں کہ یہ شکایت نہ ہو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی پروفیسر صاحب!

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں نہ بے وجہ fuss کرنے کا قائل ہوں نہ اسے صحیح سمجھتا ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک بات تو پریس کو جانا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ

اس قسم کے معاملات کی رپورٹنگ احتیاط سے کی جائے اس لئے کہ بہر حال اگر ہماری عزت محفوظ نہیں ہے تو پھر ہم اپنی نازک ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر سکیں گے۔ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ اخبار میں جو الفاظ آئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ وہ الفاظ نہایت ہی وحشت ناک ہیں اور ان سے ایک عام آدمی یہ impression لیتا ہے تو جائز impression لیتا ہے لیکن یہ ذمہ داری بھی ہماری ہے کہ ہم پریس کو متوجہ کریں اور انہیں بتائیں کہ اس قسم کے معاملات میں وہ رپورٹنگ احتیاط سے کریں جیسا کہ میں نے آپ کو پڑھ کر سنایا یعنی سارے کا سارا جو thrust ہے وہ یہ ہے کہ میرٹ پر مکانوں کی الاٹمنٹ میں سب سے بڑی رکاوٹ ارکان پارلیمنٹ ہیں۔ ایک رکن نے سٹینڈنگ کمیٹی کے اجلاس میں لمبی چوڑی تقریر کی اور بعد میں دو درخواستیں نکال کر دے دیں۔ ارکان دباؤ نہ ڈالیں مزاحمت بند کر دیں تو میرٹ پر عملدر آمد شروع ہو جائے گا اور اس context میں یہ بات کہنی میں سمجھتا ہوں کہ حقیقت کے مطابق ہے۔

سید طارق محمود : جناب والا ! یہ میں نے کہا ہی نہیں جو سینٹ کے اندر کہا ہے وہ یہاں موجود ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : دوسرا پہلو یہ ہے کہ جس context میں وزیر صاحب نے بات کہی ہے اس میں بھی یہ مجھے ثابت کر دیں کہ میں نے ان سے یہ کہا ہے کہ آپ میرٹ کی خلاف ورزی کیجئے۔ میں نے ان کو جو cases دیئے ہیں ایک 13 سال کا ہے ایک 16 سال کا pending case ہے اور وہ اس لئے دیا ہے کہ آپ اسے examine کیجئے کہ اس میں آپ کیا مدد کر سکتے ہیں اور ساتھ میں نے آپ کو کم از کم پانچ مثالیں ابھی دی ہیں کہ جن کو ایک ایک مہینہ ' دو دو مہینے تین تین مہینے ' جو منظور نظر تھے ان کے ' باقی 15 ' 15 اور 16 ' 16 سال والوں کو چھوڑ کر کے ' دیئے ہیں۔ ہو سکتا ہے 15 سال والوں کا بھی انہوں نے کوئی آرڈر کیا ہو ' لیکن ان کو چھوڑ کر کے انہوں نے favour کیا تو یہ ہے میرٹ۔ دوسرے الفاظ میں اگر میرٹ کا violation کیا ہے تو وزیر صاحب نے کیا ہے ہم نے ان کو میرٹ کی violation کا نہ مشورہ دیا ہے نہ مطالبہ کیا ہے اور نہ توقع کرتے ہیں اور یہی وہ وضاحت ہے جس کے لئے مجھے اس تحریک استحقاق کو پیش کرنا پڑا۔

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) محمد حیات : جناب چیئرمین ! میں اس دن ایوان میں موجود

تھا اور پروفیسر صاحب نے بالکل صحیح کہا ہے منسٹر صاحب نے اس طریقے سے کہا کہ میں مجبور ہوں کہ ایم این اے اور سینٹر سفارش کرتے ہیں جو کہ بالکل سچ نہیں ہے۔ جہاں تک merit کا سوال ہے میں نے چیک کیا ہے بطور ہاؤسنگ کمیٹی چیئرمین کے 80 فیصدی مکانات بغیر میرٹ کے منسٹر صاحب دیتے ہیں۔ سینٹ میں ایک آدمی ہے اس کی دو سال سروس ہے اس کو کوارٹر مل گیا ہے اس کے ساتھ ہی ایک دوسرا اسی ڈسک پر بیٹھتا ہے اس کی 16 سال سروس ہے اس کو کوارٹر نہیں ملا ہے۔ میرٹ کوئی نہیں ہے منسٹر صاحب کی جو مرضی ہے الاٹ کرتے ہیں اس لئے یہ تحریک کمیٹی کے پاس جانی چاہئے اور ہاؤسنگ کمیٹی کو بھی اس میں جانا چاہئے۔

سید اشتیاق اظہر: میری جناب چیئرمین ! آپ سے عرض یہ ہے کہ اگر ہاؤسنگ پالیسی پر بحث ہونی ہے اور اس پر سیر حاصل گفتگو ہونی ہے تو اس کے لئے ایک الگ motion آجائے جو موضوع ہے اس پر گفتگو ہو جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: تشریف رکھیں۔ پروفیسر صاحب ! اس میں اب کافی بحث ہو گئی ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: ایک جملے میں یہ بھی بتا دوں۔

Mr. Presiding Officer: I will defer its decision for the next sitting.

اس میں announce کر دیں گے جو اس میں decision لینا ہو گا۔ Thank you very much. پروفیسر صاحب تشریف رکھیں۔

Gentlemen, we have the honour of having the Mangolian Parliamentary Delegation here with us and we welcome them all to the Senate.

(Thumpings)

جی پیر صاحب ! آپ کچھ کہہ رہے تھے۔ جی عباس شاہ صاحب۔

سید عباس شاہ: جناب ! صدر مملکت کی تقریر پر میں نے میرے خیال میں 18 تاریخ کو اظہار خیال کیا جس میں، میں نے پاکستانی نیشنلز کی سعودی ایمبیسی سے عمرہ کا ویزہ لینے کی حالت کا ذکر کیا جس کے دو دن بعد سعودی ایمبیسی سے ایک

challenging letter ہمارا یہ کام نہیں کہ کوئی چیز آیا اگر ایسی کوئی چیز ہو تو وہ ثابت کریں۔ ثابت کریں لیکن یہ statement of fact ہے۔ ان کے فارم تین سو یا پانچ سو روپے میں بکتے ہیں۔ ان کو کہیں کہ وہ مجھے پیسے دیں کل میں دس پندرہ فارم وہاں سے لے آؤں گا۔

Mr. Presiding Officer: Pir Sahib, I don't think, you should be raising this issue in the Senate. آپ نے تقریر کر دی انہوں نے آپ کو چیلنج کیا ہے۔ and I think you should liaise with the Foreign Office and get this problem clarified.

Syed Abbas Shah: Sir, they should liaise with the Foreign Office. I am telling to the nation the plight of my people to the Government and the Government should take over this thing. I can move a privilege motion against the Government. This is the place where I am protected and I have to raise the issue of my people of this country.

Mr. Presiding Officer: Right. You have raised your voice and I hope, the concerned people have heard it and they will take an appropriate action on this.

حافظ صاحب! آپ کا privilege motion ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی محمد علی خان صاحب!

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, the day before yesterday, my nephew came here and he wanted to go to Saudi Arabia for 'Umrah'. Every morning, in fact, at night at 2.30 A.M. he send his people there to stand in the line and the next day they return in the evening without anything. So, this should be brought to the notice of the Foreign Ministry and they should take up this question with the authorities concerned at the Saudi Embassy. It is a very important affair and, Sir, people stay there throughout the night in the line and nothing happens. They go from morning to evening and for weeks and weeks they stand in the line in order to get a visa for 'Umrah'.

Mr. Presiding Officer: Thank you very much.

Ch. Amir Hussain, Minister for Parliamentary Affairs is here. I am sure that he has taken notice of it and if you (Ch. Amir Hussain) could get in touch with the Foreign Office and request them to get in touch the Saudi Embassy and if they can welcome this problem which the people are facing.

Ch. Amir Hussain: Right, Sir.

(ii) *RE:* THE FAILURE OF THE PAKISTAN TELECOMMUNICATION CORPORATION TO INSTAL A TELEPHONE CONNECTION "OUT OF TURN"

Mr. Presiding Officer: Thank you.

Hafiz Sahib this is your privilege motion on the breach of privilege arising out of the failure of the Pakistan Telecommunication Corporation to instal a telephone connection recommended by the mover for installation 'Out of Turn'

میرا خیال ہے اس موضوع پر پچھلی دفعہ کافی بحث ہو گئی تھی۔

حافظ حسین احمد: سر استحقاق میرا مجروح ہوا بحث آپ کرتے رہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں وہ آپ کے سامنے ہوئی تھی وہ منسٹر یہاں پر تھے۔

حافظ حسین احمد: نہیں میں پہنچا نہیں تھا۔ ذرا دیر سے پہنچا اس سے پہلے آپ نمٹا چکے تھے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ پچھلے سال اگست 91ء کے ٹیلی فون کا کوٹہ دیا تھا اس میں کئی ماہ گزر چکے ہیں اس کے بعد صورتحال یہ ہے کہ ہمارے جنرل منیجرز صاحبان کہتے ہیں کہ ایسے تو ہمارے پاس بہت سے فارم آتے ہیں وہ اس کو پھینک دیتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: حافظ صاحب! منسٹر صاحب نے request بھیجی ہے۔

That due to certain pre-occupation at Lahore, I will not be available in Islamabad from 23rd to 27th February'92 to attend the Parliamentary business.

یہ محمد اعظم خان ہوتی صاحب کی request ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہو گی اس مسئلے پر بحث ہو گئی تھی اور منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ اگر کسی فاضل ممبر کو شکایت ہو تو وہ ذاتی طور پر ان سے مل بھی لیں وہ جس حد تک ہو سکے گا ان کا معاملہ حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ آپ کی غیر حاضری میں یہاں کافی بحث ہو گئی تھی تو انہوں نے سب ممبران کو assure کیا تھا کہ کئی دفعہ technical وجوہات کی بنا پر واقعی دیر ہو جاتی ہے لیکن پھر بھی اگر آپ چاہیں تو ان سے مل لیں۔ میرا خیال ہے کہ اعظم ہوتی صاحب جو ہیں۔

He will be very responsive to your problem and he will try to resolve it.

حافظ حسین احمد : شکریہ جناب چیئرمین! میں گزارش کرتا ہوں یہاں تو لکھا ہوا جناب مرتضٰی جتوئی صاحب وہ آج کل کہاں ہوتے ہیں۔ ناراض تو نہیں ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : یہ منسٹر فار سٹیٹ ہیں۔

حافظ حسین احمد : جناب ! اگر آپ یقین دہانی کراتے ہیں ہمارا جو کوٹہ ہمیں ملا ہے اور وہ جو ہم ٹیلی فون دے دیتے ہیں ان سفارشات پر عملدر آمد کیا جاتا ہے۔ یہ صرف میرا مسئلہ نہیں ہے بلکہ جتنے بھی ممبران پارلیمنٹ ہیں ان کو شکایت ہے۔ اس لئے سینٹ سیکرٹریٹ کی طرف ایک لیٹر جانا چاہئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : حافظ صاحب ! یہی میں عرض کر رہا تھا کہ پچھلی دفعہ اس پر بحث ہو گئی تھی۔

حافظ حسین احمد : اگر وزیر موصوف صاحب اس بارے میں کوئی یقین دہانی کرا دیں تو اور کوئی letter سیکرٹریٹ کی طرف سے issue کر دیں تو اس پر میں پھر............

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : پچھلی دفعہ ہوتی صاحب نے کہا تھا ہر مہینے جتنی سینٹرز کی recommendations آ رہی ہیں ان کے متعلق رپورٹ یہاں سینٹ کو بھیجیں گے جس فاضل ممبر کو کوئی اعتراض ہو گا یا شکایت ہو گی وہ ان سے مل لیں وہ شکایت دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ تو میری آپ سے یہی گزارش ہو گی کہ آپ اسے press نہ کریں۔

حافظ حسین احمد : ٹھیک ہے میں نے اسے پڑھا ہی نہیں ہے۔ ایک ہفتے تک میں دیکھوں گا وہ تشریف لائیں گے۔ اگر تو عملدر آمد ہو جاتا ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ایک ہفتے کے دوران ذرا آپ ان سے مل بھی لیں۔

حافظ حسین احمد : وہ یہاں ہیں نہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : وہ آ جائیں گے۔

حافظ حسین احمد : جب آئیں گے میں مل لوں گا۔

Mr. Presiding Officer: Thank you.

Ch. Abdul Ghafoor: This is for the information of the House that he is attending the National Assembly Session.

آپ نے یہ صحیح فرمایا یہ ان کے نوٹس میں لے آئیں اس کے بعد اگر نہ ہو تو پھر ضرور............

Mr. Presiding Officer: Quite right.

Next we come to Adjournment Motions. Adjournment Motion by Senator Muhammad Tariq Chaudhry on the Americans threats to China to give up sale of missiles to Pakistan.

جناب محمد طارق چوہدری : شکریہ جناب چیئرمین ! اس ایڈجرنمنٹ موشن کو ہم بہت دنوں سے defer کرتے آرہے ہیں کہ منسٹر صاحب جس دن یہاں ہونگے تو اسی دن ان کی موجودگی میں اس کو لیا جائیگا تو انہوں نے کہا تھا کہ 20 کے بعد میں آونگا شاید آج بھی وہ foreign delegation کی وجہ سے مصروف ہونگے تو میرا خیال ہے اس کو اس وقت defer رکھا جائے جب تک منسٹر صاحب نہیں آجاتے۔

Mr. Presiding Officer: No. if there is anybody from the Government side to respond to this I think, we should get on with it. since November, 1991.

یہ آپ کی pending ہے۔

چوہدری امیر حسین : جناب والا ! میں اس پر گزارش کرتا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: No. If you are prepared to respond to it.

پھر طارق صاحب پھر آپ پڑھ لیں۔

چوہدری امیر حسین : سر ! گزارش یہ ہے کہ پچھلی دفعہ اعظم ہوتی صاحب تیار تھے معزز ممبر نے فرمایا تھا کہ foreign minister کی موجودگی میں ہو جائے تو یہ بہتر ہے آج بھی چونکہ foreign delegation آیا ہوا ہے۔ He is not available

ان کی موجودگی میں جناب والا ! لے لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ان کی regret آگئی ہے

جناب محمد طارق چوہدری : اسے پرسوں تک دیکھ لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : چلیں ٹھیک ہے پرسوں تک آپ اسے ضرور ختم کریں

Because it has been pending and its importance vains if you keep it postponing.

اس کے بعد next بھی انہی کی ہے۔ طارق صاحب

On the arrest of Brig. Inamul Haq in Germany.

اس کے بعد راجہ محمد افضل خان صاحب

On the alleged printing of fake Identity Cards.

ہیں جی۔ راجہ محمد افضل خان صاحب غیر حاضر ہیں اس لئے۔ اس کے بعد پھر طارق چوہدری صاحب، فصیح اقبال صاحب، راجہ محمد افضل صاحب، پروفیسر خورشید احمد۔

On the reported floating of foreign currency by Indian Agents in the province of Sindh.

Would you (Tariq Chaudhry Sahib) like to take it up, now?

Mr. Muhammad Tariq Chaudhry: Yes, Sir.

Mr. Presiding Officer: One minute Tariq Sahib. Yes please Hafiz Sahib.

حافظ حسین احمد : جناب چیئرمین ! عوامی جمہوریہ چین کے سلسلے میں جو تحریک التواء ہے میں نے بھی دی ہوئی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جی آپ کا بھی نام ہے۔

حافظ حسین احمد : ہمیں بتایا جائے کہ کیا صورت حال ہے یا تو آپ پورا منسٹر رکھ لیں۔ آدھا منسٹر ہے وہ بھی ایک پاؤں یہاں پر ایک وہاں پر۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : حافظ صاحب ! اصل میں منسٹر میں نہیں رکھ سکتا وہ تو پرائم منسٹر رکھیں گے ہم ان سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ کی بات کو پرائم منسٹر تک پہنچا دیں۔

Yes please Tariq Sahib we come to this, on the reported floating of foreign currency by Indian Agents in the province of Sindh.

ADJOURNMENT MOTION *RE*: THE FLOATING OF CURRENCY BY INDIAN AGENTS IN THE PROVINCE OF SINDH

جناب محمد طارق چوہدری : میں تحریک کرتا ہوں کہ عوامی اہمیت کے حامل اس قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے کہ نوائے وقت راولپنڈی کی اشاعت مورخہ 30 نومبر کی اطلاع کے مطابق بھارت سندھ میں لاکھوں جعلی ڈالر پھیلا رہا ہے۔ ہندو جعلی ڈالروں کے عوض سونا خرید کر بھارت لے جاتے ہیں جس سے سندھ کی معیشت کو شدید نقصان اور دھچکا پہنچنے کا احتمال ہے۔ یہ انتہائی تشویش ناک اطلاع ہے۔ جس کے تدارک کے لئے فوری کارروائی کی جانی چاہیئے۔ لہٰذا میں درخواست کرتا ہوں کہ اس اہم مسئلے کو فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : اس کے بعد' اسی طرح کی تحریک سید فصیح اقبال صاحب کی ہے۔

سید فصیح اقبال : میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلے پر بحث کی جائے۔ اخباری اطلاع کے مطابق بھارت سندھ میں لاکھوں جعلی ڈالر تقسیم کر رہے ہیں اور جعلی ڈالروں سے سونا خرید کر بھارت لے جاتے ہیں جس سے سندھ کی معیشت کو شدید نقصان اور دھچکا پہنچنے کا خطرہ ہے یہ ایک انتہائی تشویش ناک خبر ہے جس کے تدارک کے لئے فوری کارروائی کی جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جی' راجہ محمد افضل خان صاحب ! وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اس کے بعد پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمان الرحیم جناب چیئرمین ! میں اس معزز ایوان سے اجازت چاہتا ہوں کہ مندرجہ ذیل تحریک التوا پیش کروں۔

اخباری اطلاعات کے مطابق صوبہ سندھ سے ملحقہ بھارتی بارڈر کے ذریعے اربوں روپوں کی پاکستانی کرنسی بیرون ممالک سے آمدہ زرمبادلہ امریکی ڈالر' گندم چاول اور دیگر اشیاء بڑے پیمانے پر بھارت اسمگل کر دی گئی ہیں اور یہ افسوس ناک سلسلہ اب بھی جاری ہے اسمگل کرنے والے اپنی پاکستانی جائیداد فروخت کر کے یا مقامی بنکوں سے قرضے لے کر ہندوستان میں جائیدادیں اور دکانیں خرید رہے ہیں' یہ لوگ وہاں سے شراب' مصالحہ

جات اور مویشی اسمگل کر کے پاکستہ [illegible] ۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے جو اگر مزید چند روز جاری رہا تو پاکستانی معیشت تباہ ہو جائے گی۔ اس لئے اس مسئلے کی فوری اہمیت کے پیش نظر سینٹ کی معمول کی کارروائی روک کر اسے زیر بحث لایا جائے۔

Mr. Presiding Officer: Who is responsible to respond from the Government side?

Chaudhry Shujat Hussain: Sir, I oppose it.

Mr. Presiding Officer: Tariq Sahib can you briefly tell us why is it so urgent.

جناب محمد طارق چوہدری : شکریہ جناب چیئرمین ! یہ ایک اخباری اطلاع ہے اور آپ جانتے ہیں بلکہ پورے پاکستان کے سبھی لوگ جانتے ہیں کہ سندھ میں جس طرح کے حالات ہیں وہاں نہ کوئی امن ہے نہ کوئی امان ہے اور نہ کوئی قانون ہے نہ ہی اس پر عمل در آمد ہے۔ اور پورے سندھ میں بالکل بے بسی کی سی کیفیت ہے۔ ہمارا ہمسایہ ملک بھارت، پتہ نہیں کس کس رخ سے اور کس کس طریقے سے پاکستان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور سندھ اس وقت بھارت کے لئے ہمارا soft bolly ہے جس پر ہر طرح سے hit کرنے کی کوشش کافی عرصے سے جاری رکھے ہوئے ہے۔ خود یہ حکومت کی اپنی اطلاعات ہیں جو وقتاً فوقتاً ہمارے سامنے آتی رہتی ہیں کہ بھارت سے ٹرینڈ شدہ پاکستانی یہاں آ کر مداخلت کرتے ہیں اور بھارت کی اپنی خفیہ ایجنسیوں کے اراکین یہاں آ کر اپنی مداخلت کرتے ہیں اور یہ مداخلت متعدد سمتوں سے، بہت سے مختلف طریقوں سے کی جاتی ہے جس میں ڈاکے بھی شامل ہیں، جس میں دہشت گردی بھی شامل ہے، جس میں ہتھیاروں کی سپلائی بھی شامل ہے، جس میں کرنسی کا پھیلانا بھی شامل ہے تو اس طرح سے وہ ہر طریقے سے پاکستان کے اندر مداخلت کر رہا ہے اور یہ اطلاع خاص طور پر کہ وہ پاکستان کے اندر جعلی ڈالر، یعنی ہندو بڑا ہوشیار ہے کہ جعلی ڈالرز کے ذریعہ سے یہاں سے سونا اور دوسری قیمتی دھاتیں خریدے جاتا ہے اور یہ سمگلنگ کا مسئلہ، بھارت کی مداخلت کا مسئلہ، یہ کافی سنگین شکل اختیار کر گیا ہے تو میں اس پر صرف یہی چاہ رہا ہوں کہ وزیر صاحب ہمیں بتائیں کہ امر واقعہ کیا ہے اس پر ہمیں اعتماد میں لے تا کہ پتہ چلے کہ حقائق کیا ہیں اور پھر اس پر کوئی بات کی جا سکے۔

Mr. Presiding Officer: Faseih Iqbal Sahib would you like to say something on this?

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین ! جیسے ہمارے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ بھارت نے شروع سے جب سے پاکستان کا قیام عمل میں آیا' بھارت نے کبھی بھی پاکستان کو آزاد مملکت کے طور پر تسلیم ہی نہیں کیا۔ یہ ساری خرابیاں اس ذہن کی پیداوار ہیں جو ہندو برہمن ہندوستان میں 98 فیصد پر حکومت کر رہا ہے۔ ہندوستان میں صرف مسلمان ہی نہیں بستے بلکہ ایک بڑی تعداد دوسری اقلیتوں کی بھی ہے۔ لہٰذا ہندوستان کی یہی پالیسی رہی ہے کہ اس کے قرب و جوار میں جتنے بھی ممالک ہیں ان کو پریشان کریں اور چانکیا کی پالیسی کے تحت' انہوں نے ایک ایسی پالیسی بنائی ہوئی ہے کہ کہیں کاروبار کے نام پر کہیں terrorism کے نام پر' کہیں hogomony کے نام پر' کہیں بالادستی کے نام پر' اس نے اپنے تمام کل پرزے دوسرے مالک میں چھوڑے ہوئے ہیں۔ صرف پاکستان ہی ان کی اس چیز کا شکار نہیں ہے بلکہ دوسرے ملک بھی ہیں لہٰذا ایسی خبروں کو پریس میں لانے کے سلسلے میں ہم قومی پریس کے مشکور ہیں کہ جو حکومت کی فائلوں میں تو موجود ہیں لیکن انہیں خفیہ قرار دے کر عوام کو ان سے completely disassociate رکھا جاتا ہے۔ یہ تو ایسی چیزیں ہیں جن میں عوام کو اعتماد میں لینا چاہئے' اور یہ کوئی آج کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پہلے بھی ایسا ہوتا رہا ہے اور جہاں تک سندھ کا معاملہ ہے وہاں ایسے گروہ پکڑے گئے ہیں لیکن ان کو hush up کر دیا گیا ہے۔ پتہ نہیں صوبائی حکومت نے اپنے طور پر ایسا کیا ہے' تاہم میرا خیال ہے کہ وفاقی حکومت کو پورا علم ہے اور ان کی جو تمام ایسی ایجنسیاں ہیں وہ اسی پر مامور ہیں کہ ملک کی سرحدوں کی حفاظت کی جائے' وہاں سمگلنگ کے نام پر ملک میں ایسی ریشہ دوانیاں ہو رہی ہیں جن کی وجہ سے سندھ کے لوگ مختلف مصیبتوں میں مبتلا ہیں وہاں آپ کو پتہ ہے کہ اجناس کی جتنی سرگرمی سے سمگلنگ ہو رہی ہے۔ ہمارا غلہ' ہمارا merchandise ہمارا گھی' جتنی چیزیں وہ سمگل ہو رہی ہیں کیونکہ ایک تو ہندوستان میں بڑی غربت ہے دوسرا گرانی بہت ہے۔ اس کے نام پر تمام ایسے ذخیرہ اندوز را کے ایجنٹ بن کر ایسے کام کر رہے ہیں' اب آپ یہ دیکھئے کہ صرف فارن کرنسی کا ہی مسئلہ نہیں ہے' بلکہ ہتھیاروں کی سپلائی ہے' اور جہاں تک gunnery کا تعلق ہے' اس میں بار بار پاکستان کو ہندوستان نے ملوث کیا

ہے۔ وجوہات یہ ہیں کہ یہاں سے اسلحہ اسی طرح سے وہ وہاں پہنچاتے ہیں ' اور پھر وہ پاکستان کی حکومت کا نام لیتے ہیں۔ تو میرا خیال ہے کہ وزیر موصوف آج موجود ہیں ' وہ اپنے طویل دورے سے بخریت واپس آ چکے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ Motion بھی کافی عرصہ سے التوا میں چلی آ رہی تھی لہٰذا وزیر موصوف اس پر حکومت کی پالیسی سٹیٹمنٹ بھی دیں اور یہ بھی بتائیں کہ انہوں نے ان معاملات میں کیا تدارک کیا ہے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر : پوائنٹ آف آرڈر۔

سید عباس شاہ : وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ' انہیں کہیں کہ وہ بیٹھ جائیں۔

سید فصیح اقبال : جی! میں بیٹھ جاؤں گا ' چیئرمین صاحب مجھے کہیں تو سہی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جی ! آپ تشریف رکھیں ' سعید قادر صاحب !

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir: Has the motion been admitted Mr. Chairman?

Mr. Presiding Officer: No, it has not been admitted.

Lt. Gen. (Retd.) Saeed Qadir: Then I thought that the admissibility is the issue under discussion and not a speech.

Mr. Presiding Officer: That is precisely the issue, I am aware of it.

پروفیسر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے ؟

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین ! میں تو پہلے ختم کر لوں۔ آپ میری بات تو سن لیں ' یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔۔

Mr. Presiding Officer: I think now you should sit down.

سید فصیح اقبال : میں عرض کروں گا کہ وزیر صاحب اس پوری صورت حال کا جائزہ لیں اور ایوان کو بتائیں صرف سمگلنگ ہی نہیں بلکہ اور بہت ساری چیزیں ہیں جو ہندوستان کر رہا ہے آپ کے ملک میں ' اور سندھ میں ایسے حالات ہیں جن کا حکومت کو فوری طور پر نوٹس لینا چاہئے ' سرحدات پر انہوں نے rest-houses بنائے ہوئے ہیں ' ایسے بہت سارے لوگ ایسے rest-houses میں رہتے ہیں جو ان امور میں ملوث ہیں۔ لہٰذا

میں سمجھتا ہوں کہ اب وزیر صاحب کو موقع ملنا چاہیے کہ وہ حکومت کی طرف سے وضاحت کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جی' ضرور موقع ملے گا۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب !

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب چیئرمین ! مجھے بھی موقع دیجئے' ہم بھی پڑے ہیں راہوں میں!

Mr. Presiding Officer : No, you are not one of the movers of this motion.

پروفیسر خورشید احمد : وہ صرف راہوں میں پڑے ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا !

Mr. Presiding Officer : No, you are not the mover so let the mover speak.

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا ! ہندو کا مسئلہ ہے' therefore, I must be given a chance.

(قہقہے)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : بہرہ ور سعید صاحب ! ذرا پروفیسر صاحب کو سنیں۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب ! ویسے تو میں ان کو اپنا وقت دینے کے لئے تیار ہوں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بہرحال میری گزارش ہے کہ میرے دونوں محترم بھائیوں نے مسئلہ کے اس پہلو کو اجاگر کر دیا ہے کہ ہندوستان کے پاکستان کے سلسلے میں کیا عزائم ہیں اور کس طرح وہ مختلف طریقے اختیار کر رہا ہے جن میں سے اہم طریقہ یہ معاشی ہتھیار ہے۔ میں ذرا اس کے معاشی پہلو کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا یعنی جب سے Indian currency کا devaluation ہوا ہے یعنی پاکستان سے پاکستانی کرنسی اور ڈالر' دونوں کی سمگلنگ جو ہے' اس میں بے حد اضافہ ہوا ہے اور اس میں خاص طور پر سندھ کے کچھ گروپ involved ہیں۔ صرف ایک اطلاع نہیں بلکہ اس پر دس اخباری رپورٹس شاہد ہیں اور جو ماہانہ Journals ہیں' انہوں نے بھی اس موضوع کو اتنا اہم سمجھا ہے کہ اس take-up کیا ہے جس کے نتیجے کے طور پر اب تک جو اندازے سامنے آ رہے ہیں وہ کروڑوں نہیں بلکہ

اربوں روپے کی مالیت کی سمگلنگ ہے۔ چھوٹی موٹی سمگلنگ ہوتی رہتی ہے اسے ایک واقعہ کہا جا سکتا ہے لیکن جب اس کی gravity اتنی بڑھ جائے اور خاص طور سے ملک کے ایک علاقے میں بدامنی اور دوسرے حالات کی بنا پر اس چیز کو استعمال کیا جا رہا ہے اور آپ نے یہ بھی دیکھا ہے کہ ہندوستان کے خود وزیر خارجہ نے یہ بات کہی کہ سندھ جو ہے اسے ہم استعمال کر سکتے ہیں پاکستان کے خلاف، کھلم کھلا دعویٰ کیا ہے اس نے، تو اس ضمن میں تو اربوں روپے کی یہ سمگلنگ اور پھر جو چیزیں اس کے بدلے میں آ رہی ہیں ان میں مویشی، شراب اور دوسری وہ تمام چیزیں ہیں جن سے وہ پاکستان کی معیشت کو متاثر کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں اس کا معاشی پہلو سے مقابلہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور اگر خدا نخواستہ یہ چیز جاری رہتی ہے تو حقیقت یہ ہے کہ اس کا rain economy کے اوپر پوری قوم پر اور سندھ پر خاص طور پر اثر پڑے گا۔ اور دوسری بات میں یہ آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ معاملہ ہے جس کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے وزارت داخلہ اور وزارت دفاع، یہ دونوں ذمہ دار ہیں بارڈرز کے تحفظ کے، اس کا تعلق کسی پراونشل معاملے سے نہیں ہے بلکہ ایک مرکزی مسئلے سے ہے۔ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے لیکن جیسا کہ میں نے تجویز دی آپ کو کہ بہت سی چھوٹی چیزیں اگر کبھی کبھی ہوتی رہیں تو شاید ان کا نوٹس لینا ضروری نہیں ہوتا لیکن جب ان میں ایک ایسا quantitative jump واقع ہو جائے تو یہ quantitative jump دراصل ایک qualitative change ہے۔ اور اس وقت جو نازک حالات ہیں ہماری معیشت کے بھی اور جو ہندوستان کے عزائم، ان میں اس معاشی حربے کا استعمال یہ ایک نیا phenomena ہے۔ اور یہ شروع ہوا ہے خاص طور پر انڈیا کی کرنسی کے devaluation سے، اس لئے اس کو ایک ماضی کا واقعہ یا مسلسل ہونے والا واقعہ قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ یہ خصوصی development ہے اور اس کا ہمیں نوٹس لینا چاہئے۔ تو اس بنا پر آپ یہ دیکھیں گے کہ میں نے صرف admissibility پہ بات کی ہے کہ یہ ایک قومی اہمیت کا معاملہ ہے اسکی سیاسی اہمیت ہے اور معاشی اہمیت خصوصیت سے یہ کہ پاکستان کو اس کا net-loss ہو رہا ہے۔ پھر یہ چیز اس کو جاسوسی کے لئے بھی استعمال کیا جا رہا ہے اور جیسا کہ اس رپورٹ میں آیا ہے یعنی یہاں سے مکانات بیچ بیچ کر بھی وہاں مکانات اور دکانیں خریدی جا رہی ہیں۔ اس طرح illegal transfer of capital ہو رہا

ہے۔ اور پھر یہ ایک مرکزی حکومت کا مسئلہ ہے اور جو تبدیلی واقع ہوئی ہے وہ حالیہ ہے اور اپنی نوعیت کی منفرد اس بنا پر میری نگاہ میں اسے ضرور بحث کے لئے منظور کیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی شکریہ۔ وزیر داخلہ صاحب!

چوہدری شجاعت حسین: جناب والا! اس adjournment motion کے دو تین پہلو ہیں۔ پہلا تو یہ کہا گیا کہ جعلی ڈالر کے بدلے یہاں سے سونا خریدا جا رہا ہے میں یہ کہوں گا کہ جعلی ڈالر سے سونا خریدنا، تو یا ڈالر ہو اور جعلی ہو اس سے سونا خریدنا ویسے ہی غیر قانونی ہے پاکستان کے اندر..................

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں تو یہ سارا کام ہی غیر قانونی ہے۔ یہ سمگلنگ کا کام تو قانونی ہے ہی نہیں۔

چوہدری شجاعت حسین: جی ہاں جناب! اس سے یہ کہنا کہ اس کو ہم روکیں کہ جعلی ڈالر سے سونا نہ خریدا جائے میرا خیال ہے کہ اس میں تھوڑا سا تضاد ہے ہم یہ نہیں کر سکتے......

(مداخلت)

نہیں نہیں جو طارق چوہدری صاحب نے تحریک دی ہے اس میں جعلی ڈالر اور سونا خریدنے کی بات کی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مطلب یہ ہے کہ اگر اصلی ڈالر ہوں تو پھر آپ مداخلت کریں گے۔

چوہدری شجاعت حسین: نہیں جناب! پھر بھی نہیں کریں گے جعلی یا اصلی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تو اس کو ویسے ہی چلنے دیں۔ اگر کوئی جعلی ڈالر سے سونا خریدتا ہے تو ہم اس میں کیوں آئیں۔ لیکن جو پروفیسر صاحب نے کہا ہے اس سے میں بالکل agree کرتا ہوں یہ واقعی ایک پرانا مسئلہ چل رہا ہے اور بھارت سے ہمیں یہ شکایت ہے کہ اسلحہ کی بھی اور دوسری بھی جو شکایات ہیں لیکن موجودہ حالات میں جب سے پاکستانی کرنسی کی قیمت بھارت کی کرنسی کے مقابلے میں بڑھی ہے اور اس وقت بھارت میں ڈالر بلیک مارکیٹ میں زیادہ قیمت پر بک رہا ہے بہ نسبت اس کے کہ وہاں پر جو سرکاری قیمت ہے۔ تو یہاں سے چند ایک چیزوں کی سمگلنگ وہاں پر ہو رہی ہے۔ لیکن جہاں تک پاکستان کا تعلق

ہے اور civil armed forces اور وفاقی حکومت کا تعلق ہے ان کو کنٹرول کرنے کے لئے تمام borders کے اوپر پہلے سے زیادہ اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ میرے پاس اعداد و شمار موجود ہیں اور جیسے پروفیسر صاحب نے ذکر کیا ہے شراب اور دوسری چیزوں کا' اس کی تفصیلات بھی میرے پاس موجود ہیں۔ پچھلے سال ہم نے جو شراب ہندوستان سے یہاں import کی جا رہی تھی اسکو روکا اور اس میں کچھ لوگوں کو گرفتار بھی کیا انکے اوپر مقدمات بھی چل رہے ہیں۔ اس سلسلے میں حکومت کے بس میں جو بھی ہے اس کو ہم پورے طریقے سے کنٹرول کر رہے ہیں کہ نئی صورتحال کو جو پروفیسر صاحب نے کہی ہے اقتصادی لحاظ سے یہ درست ہے کہ اس کو ہمیں کنٹرول کرنا چاہئے۔ نئے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے حکومت پاکستان اس کو مکمل طور سے قابو کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ تو اس بنا پر میں پروفیسر صاحب' طارق چوہدری صاحب اور فصیح اقبال صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس پر زور نہ دیں۔

Mr. Presiding Officer: I would like to know from the honourable Minister جو cases پکڑے گئے ہیں has the government made any arrest so far in this regard?

چوہدری شجاعت حسین : جعلی ڈالر کے متعلق جو......

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : نہیں جعلی ڈالر کا نہیں باقی ساری چیزیں جو ہیں آپ صرف جعلی ڈالر پہ کیوں زور دے رہے ہیں۔

چوہدری شجاعت حسین : اس کی تفصیلات میں جناب تک پہنچا دوں گا۔ جعلی ڈالر کا جہاں تک تعلق ہے کیونکہ یہ پہلے صرف جعلی ڈالر سے متعلق تھا اور ابھی تک ایسی کوئی اطلاع ہمیں موصول نہیں ہوئی کہ جعلی ڈالر کا کوئی کیس رجسٹر ہوا ہو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : یہ اصل میں adjournment motion ہمارے چار فاضل سینٹروں نے دی ہے۔ پروفیسر صاحب! کیا آپ نے بھی اپنی تحریک میں جعلی ڈالروں کا ذکر کیا ہوا ہے؟ یہ حکومتی سائیڈ ذرا جعلی ڈالروں پہ زیادہ زور دے رہے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : ہاں! یہ بہت زیادہ زور دے رہے ہیں...........

سید فصیح اقبال : ہاں ! اس بارے میں بھی بتایئے کہ جو تخریبی کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ اس بارے میں حساس ادارے کیا کر رہے ہیں ؟

چوہدری شجاعت حسین : اس motion میں تخریبی کارروائیوں کا ذکر نہیں ہے جناب والا !

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! میں نے جعلی ڈالر کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ میں نے صرف ذکر کیا ہے بیرونی ممالک سے آمدہ زر مبادلہ امریکی ڈالر۔ اگر امریکی ڈالر جعلی ہے تو مجھے پتہ نہیں۔ لیکن امریکی ڈالر جعلی نہیں۔

Mr. Presiding Officer: Then Tariq Chaudhry Sahib. Faseih Sahib and Prof. Sahib, would you like to press or not?

سید فصیح اقبال : جناب ! میں تو پریس نہیں کروں گا۔ جب اتنا شریفانہ statement ہے لیکن next session میں بیان دیں کہ باقی معاملات پر کیا کر رہے ہیں۔

(قطع کلامی)

چوہدری شجاعت حسین : ٹھیک ہے جی پوری تفصیلات سمگلنگ اور دیگر معاملات پر ہاؤس میں پیش کروں گا۔

پروفیسر خورشید احمد : جی ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے ہاؤس میں یا جو سٹینڈنگ کمیٹی داخلہ سینٹ میں جو ہے اس میں اگر یہ details دے دیں تو ذرا یہ بھی دیکھیں کہ صرف مقدمات درج نہ ہوں فی الحقیقت ان کا فیصلہ ہو اور سزائیں دی جائیں۔

چوہدری شجاعت حسین : ٹھیک ہے جی۔ ہاؤس میں یا سٹینڈنگ کمیٹی میں..........

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : نہیں۔ آپ ہاؤس میں لے آئیں کیونکہ..................

the issue was raised in the House.

Tariq Sahib is it all right?

Mr. Muhammad Tariq Chaudhry: Right sir.

Mr. Presiding Officer: The adjournment motion is not pressed.

The next item on the agenda stand in the name of Syed Abdullah Shah Sahib, to move for leave to introduce the Enforcement of Shariah (Amendment) Bill, 1992.

پروفیسر خورشید احمد : پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین ! دراصل ایک تھوڑی سی مشکل ہمیں پیش آرہی ہے کیونکہ ہمارے سینٹ میں یہ روایت رہی ہے کہ ہم چیزوں کو ہمیشہ merit پر دیکھیں۔ ہم نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ چیز اپوزیشن سے آئی ہے یا حکومت سے آئی ہے۔ جو بھی اچھی بات آئی ہے ہم نے اس کو welcome کیا ہے۔ جناب یحیٰی بختیار صاحب کا Bill جو آئینی ترمیم بنیادی حقوق کے بارے میں Bill تھا ہم نے فوراً اس کو welcome کیا۔ ہمیں یہ مشکل پیش آرہی ہے کہ rules کے تحت ایسی گنجائش نہیں ہے کہ یہاں move ہونے سے پہلے کم از کم لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ بھائی کیا چیز آرہی ہے اس کی ہم تائید کریں اس پر ہم تنقید کریں۔ صرف وزیر موصوف کو جاتا ہے لیکن ہم بڑے اندھیرے میں ہیں کہ یہ کیا Bill ہے ؟ مجھے کچھ پتہ نہیں اور آپ یہ چاہیں گے کہ یہ متعارف ہو مجھے اس پر رائے دیں۔ مجھے اصل میں یہ الجھن پیش آرہی ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر غور فرمائیں کہ کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ خواہ اسے introduce ہونا ہو یا نہ ہونا ہو کم از کم وہ Bill لوگوں کی میز پر رکھا ہو تاکہ ہم اس پر نگاہ توڈال دیں۔

Mr. Presiding Officer : What is the procedure of today regarding the Bills received by the Secretariat, do you circulate them?

(*Interruption*)

پروفیسر خورشید احمد : نہیں یہ بات صحیح نہیں۔ یعنی یہ دونوں Bill جن کا ذکر آج ہے۔ یہ ہم میں سے کسی کو نہیں ملے۔ کم سے کم مجھے تو نہیں ملا نہ گھر پر اور نہ یہاں پر۔ یہ ہم نے دیکھے ہی نہیں ہیں۔ اس لئے ان پر اگر رائے دیں تو یا تو ایمان بالغیب کی بنیاد پر یا ہم یہ دیکھیں کہ لیڈر آف دی ہاؤس کیا کہہ رہا ہے اور لیڈر آف دی اپوزیشن کیا کہہ رہا ہے تو یہ صحیح نہیں ہے۔ مناسب یہ ہے کہ اسے دیکھ لیا جائے۔

Mr. Presiding Officer : Then what do you propose, do we defer this till you hav obtained a copy of the amendment?

وہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں کاپی نہیں ملی۔

پروفیسر خورشید احمد : کسی کو بھی نہیں ملی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : پروفیسر صاحب ! یہ کہہ رہے ہیں کہ جس وقت آتا ہے اسی وقت circulate کر دیتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : یہ بات صحیح نہیں ہے۔ آپ ریکارڈ دیکھئے اپنا۔ ہمارے پاس پچھلے چند دنوں میں ان دونوں میں سے کسی Bill کا text ہمارے پاس نہیں آیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : اگر آپ اجازت دیں تو سید عبداللہ شاہ صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ مختصراً آپ کو brief کر دیں۔ اس کے بعد آپ خود فیصلہ کر لیں۔

Syed Abdullah Shah: Sir, it is a very simple amendment and I will try to explain and I hope Prof. Sahib will appreciate it.

Mr. Presiding Officer: Prof. Sahib, I am told that it is a very small amendment and if you wish and permit we supply it to all.

تو ابھی آپ سب کو یہ دے دیتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن small کے معنی یہ نہیں ہیں کہ صرف ایک لفظ not آپ نکال دیں تو ایمان سے کفر بن جاتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : اسی لئے تو آپ سے کہا ہے کہ آپ دیکھ لیں۔ I am not trying to force the issue on you آپ خود دیکھ لیں۔ اور اس کے بعد whatever the House feels اسی طرح سے کام کرتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : ٹھیک ہے۔ آپ introduce کر دیں۔

THE ENFORCEMENT OF SHARIAH (AMENDMENT) BILL, 1992

Syed Abdullah Shah: Sir, I seek leave of the House to introduce the amendment to the Enforcement of Shariat Act, 1991.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: 1992ء لکھا ہوا ہے یہاں پر۔ اچھا۔ Right the amendment is to that.

Syed Abdullah Shah: Amendment will be of 1992 but amendment to that is of 1991.

Mr. Presiding Officer: Quite right.

Syed Abdullah Shah: Sir, when this Bill was brought to the Senate.....

(*interruption*)

Mr. Presiding Officer: No, he is not going to move yet, he is just going to brief us what amendment he wants to make.

Syed Abdullah Shah: Without hearing me you oppose it.

Chaudhry Abdul Ghafoor: Yes you have moved it, I oppose it.

Mr. Presiding Officer: No, no, he is not moving it.

Chaudhry Abdul Ghafoor: First let him Sir, move it.

Mr. Presiding Officer: No, because the members are not aware of what the Bill is about.

Chaudhry Abdul Ghafoor: Sir, the practice is to move it.

Mr. Presiding Officer: I know Chaudhry Sahib what the practice is but in this particular case because the members are not aware.

Chaudhry Abdul Ghafoor: That is what I am going to submit Sir. The practice should be to move and then to oppose and he can give a brief statement and then members will know what the amendment is.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : چلیں پھر آپ اسے move کر لیں۔

چوہدری عبدالغفور : پھر oppose ہونے کے بعد یہ statement دیں گے کہ کیوں اس کی ضرورت ہے بجائے اس کے کہ یہ پہلے ہی شروع کر دیں بغیر move کرنے کے۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: Shah Sahib please آپ کہیں that I seek the leave of the House to introduce the Enforcement of Shariah (Amendment) Bill, 1992.

Syed Abdullah Shah: Sir, I have already moved it but I don't know why I was not heard. I sought leave to introduce and I have said it already.

Mr. Presiding Officer: Right let it then what is your response Law Minister Sahib.

Chaudhry Abdul Ghafoor: I oppose it.

Mr. Presiding Officer: Now Shah Sahib, give your brief statement.

Syed Abdullah Shah: Sir, now I make my submissions and then on this amendment. Bill of Shariat was brought to this House. We made so many suggestions and so many amendments but the government was in hurry to bulldoze this legislation and the reason given for that was that because it has been passed by the National Assembly and even if a Comma is changed then the Bill will have to go again to the National Assembly and this was not desired by the government and we were waiting with a hope that good sense will prevail on the government and they will bring proper amendments to this Act for which so much propaganda was made and it will be a Bill which really contends Shariat. Let me say Sir, again which I have said before that this Bill contains anything but Shariat and this unique Act has no definition clause — no word of Shariat or anything mentioned in this Act is defined but I have only suggested this small amendment which I had raised at that time also if you kindly read Section 12 of this Act ; I will read it for your information and the House will permit me to read it. Section 12 ;

"*Eradication of obsceinty, vulgarity etc.*—effective legal and administrative measures shall be taken by the State to eradicate obsceninty, vulgarity and other moral vices."

Sir, my amendment is that this word 'moral' may be deleted. What has actually happened Mr. Chairman that the draftsman was perhaps thinking in Urdu and translated like this "moral vice' اخلاقی جرم' but in English no 'vice' can be called 'moral'. So my only humble submission through this amendment is that this word 'moral' because there is no 'vice' which can be called 'moral', all vices are immoral. So, the word 'moral' may be deleted. That is all that I am seeking through this amendment. I don't know why the honourable Minister has objection and unless he is able to satisfy me he must tell the House what are those 'moral vices', so that I may be free to commit those moral vices. That is my amendment Sir.

راجہ محمد ظفرالحق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! ترجمہ کی غلطیاں تو ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن بسا اوقات یہ ایسی مضحکہ خیز ہوتی ہیں کہ پاکستان کے اردو یا انگریزی لٹریچر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ عبداللہ شاہ صاحب کے اس بل کا جو ترجمہ آفس نے کیا ہے وہ بھی اسی کی ایک مثال ہے۔ انہوں نے vice کا ترجمہ "نائب" کیا ہے۔ وائس انگریزی میں برائی کو کہتے ہیں۔ انہوں نے وائس چیئرمین کی طرح اسے نائب چیئرمین کے طور پر وائس کر دیا ہے۔ اس لئے اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ ڈرافٹ کرنے والے ایسے ہوتے ہیں تو عبداللہ شاہ کو کوئی زیادہ غلط بھی نہیں ہونی چاہیئے۔

Mr. Presiding Otticer: Law Minister Sahib, do you want to respond to this.

Chaudhry Abdul Ghafoor: Sir, this is the mistake of your own office and this is not on my part but I would like to oppose this amendment on various reasons sir. First of all when the Shariah Bill was adopted it was, in fact the Government which tried to make it comprehensive and not only the sort of.....

(*interruption*)

مجموعہ عبادات اور جرائم کی سزاؤں کا مجموعہ نہیں بلکہ کوشش کی گئی کہ ایک ایسا قانون نافذ کیا جائے جس کے تحت حکومت اس کی پابند ہو کہ تمام جہتوں میں 'نہ صرف وہ کرپشن کو روکنے

نہ صرف اخلاقی برائیوں کو روکنے کے لئے، نہ صرف illicit arms کو روکنے کے لئے، نہ صرف پولیس کی reform کے لئے نہ صرف administration اور judiciary کی بہتری کے لئے enabling clauses رکھے۔ درحقیقت یہ جو کوئی penal sections نہیں تھے اس کے تحت ہم اسے باقاعدہ definition clauses میں لا کر اسے بناتے بلکہ حکومت کو enable کرنے کے لئے morally bound کرنے کے لئے کہ اس بل کے نفاذ کے بعد ایسے اقدامات کئے جائیں گے جس کے تحت اس ملک میں یہ نظر آئے کہ شریعت کے نفاذ کے جو نتائج ہیں، اثرات ہیں، وہ معاشرے پر مرتب ہوں۔ اس کے لئے یہ بھی ایک section رکھا گیا اور اس میں یہ لفظ، جیسا کہ میرے فاضل دوست نے پڑھ کر سنایا، یہ رکھا گیا کہ یہ to eradicate this sort of moral vices میں کہتا ہوں۔ پتہ نہیں میں غلطی پر ہوں۔ میں کہتا ہوں moral تو کوئی لفظ نہیں، morale جس کو کہتے ہیں.................

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: morale نہیں moral ہے۔

چوہدری عبدالغفور: میں کہتا ہوں کہ all offences involving moral turpitude جس طرح ہوتا ہے اور اس کے تحت اس میں یہ رکھا گیا ہے moral vice

Mr. Presiding Officer: Moral turpitude Ch. Sahib, means something else and moral vice is what you have got to define it.

Chaudhry Abdul Ghafoor: Let me define. I am trying to convince my

فاضل دوست جو ہیں میں ان کو under the legal dictionary جو rulings اب تک اس point پر آئی ہیں اس کو میں ایک دو منٹ میں clarify کرنا چاہتا ہوں moral vice used in section 12 جو vice کا تو میرا خیال ہے کہ کوئی dispute نہیں ہے یہ جی ordinary dictionary ہے اس کے تحت لیا جائے تو vice according to an ordinary dictionary جو لفظ بنتے ہیں...........

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس کا بھی تو dispute آ گیا کہ راجہ صاحب نے ابھی فرمایا۔

چوہدری عبدالغفور : وہ نائب کا' وہ تو ترجمے کا آ گیا ہے جی۔ اصل لفظ کا تو نہیں آیا تو یہ نائب برائی کا کہا گیا۔ چھوٹی برائی کو شاید انہوں نے نائب سمجھ لیا ہے تو بڑی برائی کی کوئی چھوٹی بہن یا کوئی چھوٹی department ہوگی تو میں عرض کروں گا کہ اس میں اس کا noun کے طور پر استعمال ہو تو

blemish or fault; immorality; depravity; an immoral habit: a bad trick or habit

اس طرح کی برائیوں میں وہ شمار ہوتا ہے

according to Black's Law Dictionary, Legal Dictionary, legal phrases

جس کے تحت وہ determine ہوتی ہے اس کا ترجمہ ہوتا ہے۔

It means a fault, defect or imperfection, immoral conduct practice or habit.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : یہ کس چیز کے meanings بتا رہے ہیں ؟

چوہدری عبدالغفور : یہ vice کے meanings ہیں۔

That is prostitution as applied to an animal, a bad habit or failing in the civil law, redhibitory vices are such faults or imperfections in the subject matter of a sale or as well as will give the purchaser the right to return the article and demand back the price.

According to the Copus Jursists, the term vice has been described as under:

As a nown, the word 'vice' means a defect, fault or imperfection, etc.

The term vice also means a moral fault or failing specially immoral conduct or habit as in the indulgence of degrading states of being given up to evil conduct or habits, depravity, wickedness, corruption and somewhat in the same sense but as applied to an animal, it means a bad habit or .. Also, moral vice has been ...... that was subject to .... by the judicial ... in the court as well, Sir.

In Bilor v/s Great Western Railways Co. in 1872, the word of moral vice was used, and it is reported LR-7 CPC -655, it was dealt by the expression vice. I do not of course mean moral vice in these things itself for its owner but only that is a sort of vice which by its internal development tends to the destruction or the injury of animal or

anything to be carried.

In view of the above, the expression moral vice used in the Enforcement of Shariat Act — As is in order and does not require any modification, Sir.

یہ صحیح ہے کہ this is an enabling clause اور اس میں moral vices کا ترجمہ
اخلاقی جرائم کی شکل میں جس طرح ہم social evils کہتے ہیں یا جناب moral
evils کہتے ہیں یا اس کے تحت یہ described ہوتا ہے it does not defect any, so
far as the enforcement of any Act is concerned اور اس کو withdraw کرنے
سے یا delete کرنے سے کوئی مقصد serve نہیں ہو گا بلکہ the government is
bound to enforce such laws so as to eradicate such sorts of moral
evils, social evils, moral vices اس پر قانون بنائے اس پر اخلاقی جرائم کے طور پر
اور اقدامات کرے may be اس میں administrative decisions لے، اس کے
لئے اور کوئی اقدامات کرے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس لفظ میں کوئی ایسی برائی یا
غلطی موجود نہیں ہے۔ یہ بہت بحث و تمحیص کے بعد جب ہم نے vice شامل کیا
many experts were also there اور ان کی موجودگی میں یہ لفظ intentionally
اس میں رکھا گیا کہ حکومت کو پابند کیا جائے کہ اس شریعت بل کی enforcement کے
بعد وہ آئندہ اقدامات کرے

Mr. Presiding Officer: Thank you. Mr. Yahya Bakhtiar would you like to express your views on this, please.

Mr. Yahya Bakhtiar: Thank you very much, Mr. Chairman.

It is just becaus one Judge somewhere in the 19th century has used the words moral vices therefore, the honourable Minister has picked it up and I am still in the dark. I think, vices by itself is enough. That carries the message. If you (Mr. Presiding Officer) bear with me, what is vulgarity? But may be the vulgarity from the point of view of one person, may not be vulgarity from the point of view of another person. What is obscenity? It may be different from person to person. They may have different views. They have to be kept vague and that reminded me when Nepolian said when he was giving instructions to

his Constitution-makers, he told them, "make it brief and obscure, so they can twist it anyway they want".

So, this is the idea as it seemed to me that they will like to move it in a different way and they can make it a different law that is why this is called moral vice, this is called obscenity, it is covered by vulgarity. The whole thing is very vague. They should specify, defying these terms, after all they are going to be ultimately giving it a form and shape in legislation and the people will suffer for it. So, I think the whole thing needs further revision by the Ministry and define what vulgarity, means? Define what obscenity means? What do they mean by vices and moral vices?

Thank you very much.

Mr. Presiding Officer: Thank you. Raja Zafar-ul-Haq Sahib, please.

راجہ محمد ظفرالحق : جناب چیئرمین ! یہ جو شریعت ایکٹ کا سیکشن 12 ہے اس میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ یہ ہیں

"Effective legal and administrative measures shall be taken by the State to eradicate obscenity, vulgarity and other moral vices."

اس سے مراد یہ ہے کہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے، اپنے conduct کے ذریعے، ایجوکیشن کے ذریعے، صرف قانون کے ذریعے سے ہی نہیں بلکہ ایک social pressure کے ذریعے سے لوگوں میں، نوجوانوں میں اگر کوئی ایسی معاشرتی برائیاں پیدا ہونے کا احتمال ہو تو ایک نظریاتی مملکت میں اس کا یہ فرض بنتا ہے کہ ان کی بھی eradication کی کوشش کرے۔ اس لئے moral vices لکھنے سے کسی کو کوئی سزا دینا مقصود نہیں ہے کیونکہ جو سیکشن 12 ہے وہ کوئی جرم کے طور پر پیش نہیں کیا گیا۔ کسی Penal Code کا کوئی سیکشن نہیں ہے بلکہ یہ ایک خواہش ہے حکومت کی طرف سے یا اس پر ایک ذمہ داری رکھی گئی ہے۔ اس ایکٹ کے ذریعے سے کہ جو اخلاقی برائیاں شراب کی، جوائے کی، آوارہ گردی کی اور جن کا سارا احاطہ ان دو تین چیزوں سے نہیں ہو سکتا مثلاً obscenity اور vulgarity کے الفاظ تو استعمال کئے گئے ہیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ ان دو کے علاوہ بھی اگر کوئی ہو اور قانون پھر اسی دن کے لئے نہیں ہوتا۔ قانون تو مستقبل کے لئے ہوتا ہے۔ تو اگر

کل کوئی اور برائی پیدا ہو جاتی ہے جو اخلاقی طور پر سارے لوگ یہ محسوس کرتے ہیں تو وہ کسی قانون یا کسی عدالت کے ذریعے سے نہیں حکومت یہ کوشش کرے گی ابلاغ کے ذریعے سے education کے ذریعے سے کہ ان کی eradication ہو۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ لفظ moral vice لکھا گیا ہے تو اس میں کوئی برائی نہیں، شکریہ۔

حافظ حسین احمد : جناب چیئرمین ! میں آپ کی توجہ قوائد و ضوابط و انصرام کارروائی کی دفعہ 229 کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اس میں ہے کہ اراکین اردو یا انگریزی میں سینٹ سے خطاب کریں گے۔ مگر چیئرمین کسی ایسے رکن کو جو ان میں سے کسی زبان میں اپنا مافی الضمیر مناسب طور پر بیان نہ کر سکتا ہو اسے اپنی مادری زبان میں سینٹ سے خطاب کرنے کی اجازت دے سکتا ہے۔ جناب والا ! اس میں سب سے پہلے تو یہ ہے کہ اراکین کو پہلے اردو میں خطاب کرنا چاہئے یعنی پہلے نمبر پر اردو ہے اور اگر وہ نہ ہو تو انگریزی یعنی یا اردو میں تقریر کریں یا انگریزی میں تقریر کریں۔ یہ کہیں بھی نہیں لکھا ہوا کہ آپ اردو اور انگریزی دونوں میں ملا کر تقریر کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : نہیں وہ کر سکتے ہیں اردو اور انگریزی میں کوئی بھی مانع نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے آپ ملا کر، کر سکتے ہیں۔

حافظ حسین احمد : مانع نہیں ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آپ انگریزی کا ترجمہ اردو میں کرتے ہیں۔ حالانکہ قوائد کی رو سے آپ کو اردو کا ترجمہ انگریزی میں کرنا چاہئے قواعد کی رو سے اردو ہماری قومی زبان ہے اور یہ جو صورتحال ہے کہ vice کا ترجمہ نائب ہوا ہے یہ اس لئے ہوا ہے کہ ہم انگریزی میں سب کچھ بناتے ہیں اور اس کا ترجمہ اردو میں کیا جاتا ہے حالانکہ قواعد کی رو سے آپ نے لکھا ہے۔ اردو کو اولیت دی گئی ہے۔ اگر اردو میں سب کچھ ہو اور اس کا ترجمہ انگریزی میں ہو تو اس قسم کی شرمناک غلطیاں نہیں آسکتیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ انگریزی اور اردو اکٹھے ملا کر پڑھے جاتے ہیں لیکن وزیر قانون صاحب کو کہیں کہ وہ انگریزی پنجابی میں تو نہ کہیں۔ انگریزی بھی اس طرح کہیں تا کہ کوئی ہم جیسا سمجھ سکے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ۔ پروفیسر صاحب! آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد : شکریہ جناب چیئرمین ! میں نے پوری دیانتداری سے اس امنڈمنٹ پر غور کیا ہے اور میری ذاتی رائے یہ ہے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ بہت ہی frivolous amendment مجھے معلوم ہوتی ہے۔ یہ ایک Savantic کی بحث ہے کہ vice اور moral vice بلاشبہ vice میں یہ مفہوم شامل ہے کہ وہ ایک اخلاقی برائی ہے لیکن اس کی وضاحت کے لئے moral vice کو قرار دے دیا جائے تو نہ صرف اس میں یہ کوئی خرابی نہیں ہے بلکہ یہ اس کی تشریح اور معنی کو زیادہ متعین کرتی ہے اور خاص طور پر اسلام کا یہ تصور ہے morals کا دائرہ صرف اس محدود معنی اخلاقی حد تک نہیں ہے بلکہ معاشی معاملات میں کوئی بدعنوانی ہے یا سیاسی معاملات میں تو وہ بھی immoral ہے۔ تو اس بناء پر اس وضاحت کرنے کے لئے moral vice کی اصطلاح اس قانون کے اندر استعمال کی گئی ہے۔ تو میری نگاہ میں لغت کے اعتبار سے بھی اور قانون کے اعتبار سے بھی اس میں کوئی سقم نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ نکال دیا جائے تو بہت بڑا فرق نہ پڑے۔ اسلئے میں یہاں لفظ moral کو تشریحی اور توضیحی سمجھتا ہوں اس بنا پر اس کے موجود ہونے میں قطعاً کوئی قباحت نہیں بلکہ ایک درجہ فائدہ کا اس کے اندر ہے۔ اس بنا پر کم از کم یہ amendment مجھے غیر ضروری محسوس ہو رہی ہے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. I think I will now put it to the House.

Ch. Abdul Ghafoor: Only one point if you allow me, Sir.

Mr. Presiding Officer: In fact I have gone beyond the requirement of a debate on this issue because I wanted the members to be clear in their mind about what the amendment was about? That was the purpose of allowing so many people.

نہیں تو چاہئے یہ تھا کہ شروع میں ہی

after you had put it up and we had opposed it, I could have just put it to the House straight away.

Syed Abdullah Shah: Sir, let me give a chance.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شاہ صاحب ! ابھی آپ کو موقع دیتے ہیں۔

چوہدری عبدالغفور : اس میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا تھا۔ میرے فاضل دوست نے جہاں تک moral کے لفظ کو delete کرنے کے لئے کہا' اس لئے چونکہ vice کا لفظ موجود ہے اور اس سے برائیاں مطلوب ہیں۔ اس کو ایک long term اور wide term کے طور پر استعمال کیا جانا چاہیئے۔ جس طرح فاضل ممبر راجہ ظفرالحق صاحب نے اس کی بڑی وضاحت کی۔ enabling ایک سیکشن ہے۔ اس کا کوئی ایسا section نہیں ہے کوئی penal clause ہے یا جس کے تحت کوئی سزا دینا مطلوب ہے لیکن گورنمنٹ کے لئے ایک دائرہ مخصوص کیا گیا ہے۔ آپ اس بارے میں administrative measures لیں لیکن یہ کہنا چونکہ vice کافی ہے' آپ کی اجازت سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں ایک جگہ بورڈ لگا ہوا تھا کہ یہاں مچھلی فروخت ہوتی ہے۔ تو ایک صاحبہ کہنے لگیں کہ یہاں کا کیا مطلب ہے جب فروخت ہی یہاں ہوتی ہے مچھلی پڑی ہوئی ہے۔ تو آپ یہاں کا لفظ ہٹا دیں۔ مچھلی فروخت ہوتی ہے تو اس نے یہاں کا لفظ کاٹ دیا۔ اس کے بعد دوسرے نے کہا فروخت کا کیا مطلب ہے ؟ مچھلی فروخت ہوتی ہے' مچھلی کوئی گھر کے لئے تھوڑی رکھی ہے۔ یہاں مچھلی پڑی ہے۔ مقصد تو یہ ہے کہ بیچنے کے لئے پڑی ہے۔ تو آپ اس فروخت کو کاٹیں' مچھلی کافی ہے۔ اس نے وہ کاٹ دیا مچھلی لکھ دیا۔ تیسرے صاحب آئے انہوں نے کہا جب مچھلی پڑی ہے مچھلی لکھنے کا کیا فائدہ۔ مچھلی تو پڑی ہے اس لئے کہ فروخت ہونے کے لئے پڑی ہے اس لئے مچھلی کے لفظ کو بھی کاٹ دیں۔ اس لئے moral vice لکھنے سے اس کی مزید تشریح مطلوب ہے۔ اگر سارا ہی کاٹ دیں۔ قانون بنایا ہے تو برائیوں کے لئے بنایا ہے اس لئے vice کو بھی کاٹ دیں اس لئے یہ Bill جو move کیا گیا ہے قطعی غیر ضروری ہے' نہ اس وقت یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ ہم اس کو delete کر دیں گے نہ اس کے لئے میرے فاضل دوست کو موقع ملا بلکہ اس پر بحث کرنے کا اس وقت بھی موقع ملا اور یہ لفظ صحیح طور پر استعمال ہوا اور سوچ سمجھ کر جان بوجھ کر اس میں رکھا ہے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you Ch., Sahib.

Syed Abdullah Shah, please very briefly, before I put it to the House.

Syed Abdullah Shah: Sir, I will be very brief.

Sir, unfortunately, the laws are framed in a hurry and everything is left to the draftsmen who are totally incompetent. I said I was only trying to make the section a little more proper from the legal point of view. I know it is not defining anything and as everybody has failed to understand that in English language at least, there is no such thing as moral vice. The honourable Minister has been given some written statements by the draftsmen to defend this position. He has done his job very properly and I am sorry to say that Prof. Sahib says, this is a frivolous amendment. It is not a frivolous amendment in my humble opinion. I still maintain that this amendment should be allowed and this will make the section more readable and it will be properly framed from legal point of view.

Mr. Presiding Officer: Thank you Abdullah Shah Sahib.

So, I now put it to the House—

> "That Syed Abdullah Shah has sought leave of the House to introduce the Enforcement of Shariah (Amendment) Bill, 1992."

(The motion was negatived)

Mr. Presiding Officer: So, the Bill stands dropped.

Now Item No. 4, Syed Abdullah Shah, to move for leave to introduce Constitutional (Amendment) Bill, 1992.

Briefly, please Shah Sahib.

THE CONSTITUTION (AMENDMENT) BILL, 1992

Syed Abdullah Shah: Sir, I beg to seek leave of the House through you that I may be allowed to move a Bill the Constitution (Amendment) Act of 1992.

Ch. Abdul Ghafoor: Sir, I oppose it.

Mr. Presiding Officer: Shah Sahib if you could briefly speak on this.

Syed Abdullah Shah: Sir, this amendment pertains to Article 45 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan which reads:

"45. The President shall have power to grant pardon, reprieve and respite, and to remit, suspend or commute any sentence passed by any court, tribunal or other authority."

Now Sir, in the same Constitution, there is Article 227 which reads—

227. All existing laws shall be brought in conformity with the Injunctions of Islam as laid down in the Holy Quran and Sunnah in this Part referred to as the Injunctions of Islam, and no law shall be enacted which is repugnant to such Injunctions.

Then the explanation is not important.

Sir, my humble submission is that in Islam the Head of the State or the Khalifa (Caliph) does not get the authority to pardon anybody particularly in a case like murder where only the heirs can come to compromise or understanding with the culprit. Here Sir, a naked power without any rhyme or reason is given to the President that he can grant pardon to anybody in his discretion that he likes.

Now Sir, I have learnt that the Shariat Court also has declared this part of the Article to be repugnant to the Quran and Sunnah. I have also got the judgement which of course does not pertain to this law but that pertains to the Criminal Procedure Code where by power was given to the Provincial Governments to withdraw the cases and this judgement is reported as PLD 1989 Supreme Court, 633 page. I will only read the relevant portion of the judgement by Justice Shafiur Rehman. His lordship has observed under the Angle Saxon Jurisprudence society represented by a State holds a direct control over serious offences concerning personal property. The launching of the prosecution, the withdrawal of the prosecution, reprieve and pardon after conviction and sentence by the State and its functionaries are all manifestations of this feature. The victim of that crime or the heirs have no say in the matter. Under the Injunctions of Islam this is not so at least in respect of offences against persons. In Islam, the individual victim or his heirs retain from the beginning to the end the entire control over the matter including the crime and the criminals. They may not report, they may not prosecute the offender, they may abandon prosecution of their free will. They may pardon the criminals at any stage before the execution of sentence. They may accept monetary or other compensation to purge the crime and the criminals.

They may compromise, they may accept 'Qasas' from the criminals. The State cannot impede but must to its best assist them in achieving their object appropriately exercising their rights. To that extent Section 345 of the Code of the Criminal Procedure is deficient as composition of offences is restricted to a few specified offences and not to all concerning persons. Section 3 of the PPC and other similar provisions of the Penal Code take a note of so far as they are ordained in infliction of the sentence even in those cases where valid compromises have been entered into or the compensation has been received or the accused has been pardoned is clearly repugnant to the Injunctions of Islam. So, Mr. Chairman, this is in nutshell, the object of this amendment that this provision in the Constitution is in contravention of the Quran and Sunnah and just Government is making all tall claims that they are going to enforce Shariah in all respects. So, I think that this amendment be allowed and passed by this House.

Mr. Presiding Officer: Mr. Law Minister Sahib.

Ch. Abdul Ghafoor: Sir, I would like to submit that this has been misunderstood that by retaining Article 45 of the Constitution whereby the Constitution has got power to redress, reprieve, pardon, etc. of the offences there has become a judgement from the Federal Shariat Court reported in writ petition No. 26 of 1989 whereby, no doubt, it has been decided that so far as the offences under Hadood Laws (Qasas and Diyat) these are not to be pardoned, are to be given up by the President or anybody else except the heirs of that deceased receiving the injuries, or the person receiving the injuries, but the question is very clear. The offences are not only committed under the Hadood Laws (Qasas & Diyat) there are 101 other punishments awarded under so many other laws which are called as 'Tazeer'.

تعزیر کے تحت offences ہوتے ہیں اس کے offences کے تحت۔

so far as the Quranic version is concerned and the judgement which has been read before the Justice Saifur Rehman the PPC has been amended in inaccordance with the decision given by the Supreme Court and that is called

جس کے تحت ہماری یہ special amendment جو آج کل کمیٹی میں زیر بحث ہے جس کے تحت 302 کے کیس قابل راضی نامہ بنائے گئے ہیں

that has been amended accordingly in view of that judgement but this

judgement has come very recently and that judgement has been appealed against before the Supreme Court and the operation of that judgement has been suspended, so, on the basis of that judgement we cannot amend the Article 45 of the Constitution. So, the matter is subjudice. Let us see what the Supreme Court gets holds but still I would maintain and I concede that in cases of murder, I mean the Hadood Laws, all the Hadood Laws and also under Qasas & Diyat nobody can pardon or forego that sentence but so far as the other sentences are concerned

تعزیر کے تحت بے شمار punishments ہوتی ہیں' اس کے متعلق کسی جگہ Quranic versions یا جو حکومت اپنی طرف سے دیتی ہے کچھ وہ ہیں جو قرآنی احکام کے تحت' جن کو ہم حدود لاز کہتے ہیں The Quranic Injunctions کے تحت جو برائیاں ہوتی ہیں یا جو جرائم ہوتے ہیں' اس کے تحت جو جرائم commit کئے جاتے ہیں' اس کے تحت یہ بات صحیح ہے کہ شریعت کے مطابق accordingly amend کر دیا گیا ہے لیکن 45 would still be the necessity of the law of the land of Pakistan because there are so many offences

جہاں کہ صدر کو اپنے اختیارات سٹیٹ لاز کے تحت استعمال کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ pre-conceived ہے' ابھی تک وہ judgement سپریم کورٹ میں زیر بحث ہے' operation suspend ہو چکا ہے جس کے تحت یہ move ہوا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو through کرنا میں سمجھتا ہوں کہ کسی طور پر مناسب نہیں ہے۔

Mr. Presiding Officer: Ch. Sahib, my benefit as has been referred to the Council of Islamic Ideology.

چوہدری عبدالغفور : سر! اسلامک آئیڈیالوجی کے تحت یہ ساری چیزیں پہلے ہو چکی ہیں۔ میں نے تو کہا ہے کہ حدود لاز' قصاص اور دیت میں واقعی یہ Quranic versions کے تحت کوئی دوسرا آدمی معافی نہیں دے سکتا لیکن باقی جو جرائم ہیں اس کے تحت کوئی Quranic Injunctions کوئی ایسا شرعی معاملہ موجود نہیں جس کے تحت۔۔۔

Mr. Presiding Officer: Under the existing provisions in the Constitution,

یہ جو آپ کہہ رہے ہیں کہ حدود لاز کی معافی ہے

as that now been deleted from this?

Syed Abdullah Shah: Not at all.

Ch. Abdul Ghafoor: No. The question is not of deletion of the exercise of the power. Question is of the exercise of the powers under Article 45 of the Constitution.

اگر اس آرٹیکل کے تحت کوئی power exercise ہو'

the citizens, everybody can challenge it, or the person aggrieved challenge it before the supreme Court or the Federal Shariat Court.

Mr. Presiding Officer: Right. Thank you very much.

چوہدری عبدالغفور : اس لئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تو exercise of powers ہے' باقی تعزیرات کے تحت جو جوم ہیں' ان کے متعلق کوئی اختیارات واپس نہیں لے سکتا ہے۔ اس لئے ابھی تک وہ subjudice ہیں سپریم کورٹ میں matter pending ہے اور اس لئے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بحث جو ہے اس کے تحت since the enforcement of Law of Qasas and Diyat قصاص اور دیعت کا جو Law انہوں نے enforce کیا ہے وہ اسی کے تحت ہے جو میں نے عرض کیا ہے اور آپ کو پڑھ کر رولنگ سنائی ہے۔ اسی کے تحت ہم نے یہ ساری چیزیں رکھی کہ وہ condone نہیں کی جا سکتی ہیں' punishment جو ہیں۔ باقی تعزیرات کے جو جرم ہیں ان کے تحت وہ اختیارات موجود رہیں گے اور یہ آرٹیکل 45 جو کہ سپریم کورٹ میں subjudice ہے' اس کے تحت ابھی تک اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا جا سکتا اس لئے میں اس کو oppose کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ۔

I suppose that three gentlemen want to speak on this and they are Mr. Yahya Bakhtiar, Raja Zafarul Haq and Hafiz Hussain Ahmed.

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب والا ! ایک گزارش کرنا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جی۔

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے بھی اس ایوان میں ایک

سال ہونے کو ہے کہ اس سال میں اکثر بحث مباحثہ ہوتا رہتا ہے کہ یہ شریعت بل ہے' یہ سرکاری شریعت بل ہے' غیر سرکاری شریعت بل 'اور پھر آئین پر بھی بات ہوتی رہتی ہے۔ ان پر سب ممبران اچھی طرح بات کرتے ہیں یہ اچھی بات ہے لیکن لوگ تو بجلی کے بل سے بڑے تنگ ہیں اس بجلی کے بل کے بارے میں بھی کبھی کبھار یہاں بات ہونی چاہئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : اس پر بعد میں بات کریں گے آج تو ہم ایک دوسری بات کر رہے ہیں۔ بجلی کا بل بعد میں لیں گے۔

ڈاکٹر محمد ریحان : میں نے تو صرف یہ چھوٹی سی گزارش کر دی تھی۔۔

حافظ حسین احمد : جناب والا !

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : ڈاکٹر صاحب ! آپ اس پر کوئی motion لے آئیں لیکن اس موقع پر اس پر بات نہیں ہو سکتی ہے۔ حافظ صاحب! آپ سے پہلے راجہ صاحب نے درخواست کی ہوئی ہے' اور یحییٰ بختیار صاحب بھی ہیں۔

حافظ حسین احمد : جناب والا! اس میں واضع طور پر ہے کہ صدر کو کسی عدالت میں خواہ وہ حدود اور قصاص۔۔

جناب حسن اے شیخ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب! آپ اپنی باری پر بولیں' تشریف رکھیں۔ جی شیخ صاحب!

Mr. Hasan A. Shaikh : A doctor is complaining to the presiding doctor

"کہ بجلی کے بل"

What about doctors' Bills?

(ڈیسک بجائے گئے)

Syed Iqbal Haider : Mr. Chairman, the objection is coming from a lawyer. So, what about the lawyers' Bills.

Raja Zafarul Haq Sahib.

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا ! میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : آپ تشریف رکھیں ' ابھی راجہ صاحب کچھ فرمانے لگے ہیں۔

راجہ محمد ظفرالحق : جناب چیئرمین ! یہ ایک بڑی بنیادی نوعیت کی ترمیم ہے ' جیسے کہ آپ کو علم ہے کہ یہ برطانیہ یا Anglo Saxon Law کی ایک شکل ہے جو پاکستان کے آئین میں بھی اپنی جگہ پا گئی ' اس کے ذریعہ سے صدر مملکت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ پوری سزا معاف کر دے ' اس میں سے آدھی معاف کر دے یا اس میں سے کچھ حصہ کم کر دے یا اسے کوئی اور relief دے دے یا اسے suspend کر دے ' کوئی بھی سزا خواہ کسی بھی عدالت نے دی ہو ' even upto the Supreme Court یا کسی ٹربیونل نے دی ہو یا کسی اتھارٹی نے دی ہو ' یہ بہت بڑی vast powers ہیں سربراہ مملکت کے لئے کہ کسی بھی سزا کو خواہ وہ کسی بھی عدالت میں اتنا طویل عرصہ شہادتیں سننے کے بعد کسی کو دی ہو ' اس کے بارے میں اس کی تمام اپیلیں بھی مسترد ہو گئی ہوں ' تو پھر بھی صدر کے پاس یہ اختیار باقی رہتا ہے کہ وہ اس کو معاف کر سکتا ہے اس میں کمی کر سکتا ہے ' یا اس میں کوئی اور ترمیم کر سکتا ہے۔ یہ جو power ہے ' اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس کے دو تین پہلو ہیں۔ ایک پہلو تو یہ ہے کہ بسا اوقات مملکت خود مدعی ہوتی ہے ان معاملات میں جو کہ فوجداری تعزیرات میں آتے ہیں یا ان معاملات میں جب خود کوئی اس کا والی وارث نہیں ہوتا ہے تو ریاست پھر اس بات کی ذمہ دار ہوتی ہے کہ وہ مقدمہ اس کے خلاف لائے لیکن پھر جب عدالت اس کو حتمی طور پر سزا دے دیتی تو پھر اسکے معاف کر دینے کی طاقت صدر مملکت کے پاس رہتی ہے۔ وفاقی شرعی عدالت نے جو فیصلہ کیا ہے اور چونکہ وہ سپریم کورٹ میں pending ہے اس کے بارے میں کوئی بات نہیں کروں گا لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر دو اشخاص کے درمیان کوئی معاملہ ہو اور آخری عدالت نے بھی سزا بحال رکھی ہو تو پھر بھی صدر کا یہ اختیار شریعت یعنی قرآن و سنت کے صریحاً منافی ہے لیکن اس کو سپریم کورٹ کے فیصلے کے انتظار تک تو کیا جا سکتا ہے لیکن میری تجویز یہ تھی کیونکہ یہ انتہائی بنیادی نوعیت کی ترمیم ہے اس لئے اس کو standing committee Law کی جو ہے سینٹ کی ' اس کے سپرد کر دیا جائے تا کہ ٹھنڈے دل سے پورے طریقے سے اس پر غور و خوص کیا جا سکے۔ وزارت قانونی اور اسلامی نظریاتی

کونسل سے رائے اور مشورہ بھی لیا جاسکے اور پھر کسی حتمی نتیجے پر تمام معاملات کو زیر غور لا کر اس پر کوئی رائے قائم کر کے ہاؤس کے سامنے پیش کی جا سکے۔ شکریہ۔

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر</u> : بہت بہت شکریہ جی یحییٰ بختیار صاحب !

Mr. Yahya Bakhtiar : Thank you Sir. To begin with, I agree with Raja Sahib that it should go the Standing Committee. I am of the view that this requires amendment not deletion of 45 because the State still has a role to play. Sometime Sir, there is no heir or victim or they take no interest, the State and society still have a role to play. In the Islamic Law the State is not altogether out of picture in crime, the State has a role to play, therefore, the power is to be there. This power incidently does not belong to the President. There is no discretion in Article 45, please don't misuse this word, already he has got far too much power, he will hear this and he will start using it on his own. It is the power of the Prime Minister and the executive or the government and the people not of President in his discretion.

Secondly sir, the honourable Minister was, I think, either confused or confusing. They have amended the Criminal Procedure Code and Penal Code whatever he called it, in that there is no difference between Hadood and non-hadood offences. He mentioned 302—

کہ جی وہ تو ہم پہلے amend کر چکے ہیں۔

The same offence in which the power has been taken away from the President or the Governor, it has gone to the heirs of the victim, that he can do it but provided with the consent of the heirs. They must be consulted. They must be heard before a pardon is granted and Sir, as far as Supreme Court is concerned we laid the law not the Supreme Court, it is the authority of the Parliament. So please don't say let us wait for Supreme Court, they are already legislating a lot. I will therefore, request that Raja Sahib's suggestion that it should go to the Committee because it requires a very thorough examination, may be accepted.

Mr. Presiding Officer : Thank you very much. Prof. Sahib, do you want to say something on this or should I put it to the House?

پروفیسر خورشید احمد : شکریہ جناب چیئرمین! دراصل یہ بہت اہم ترمیم ہے اور اس کا تعلق چونکہ شریعت کے ایک بنیادی اصول سے ہے اس لئے میں آپ سے با ادب درخواست کروں گا کہ اس کے بارے میں ہم یہ نہ دیکھیں کہ یہ سرکاری benches کی طرف سے آئی ہے یا اپوزیشن کی طرف سے، بلکہ میرٹ پر غور کیا جائے۔ نمبر دو میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک میری معلومات ہیں اسلام میں حدود اور قصاص و دیت کے بارے میں تو ایک پوزیشن ہے اور تعزیرات کے بارے میں پوزیشن مختلف ہے۔ اور مغربی قانون کے اندر بھی.................باقی نماز کے بعد۔

(اس مرحلے پر آذان مغرب کی آواز آئی)

Mr. Presiding Officer: We meet again at 6.25 P.M.

(The House adjourned for prayer)

(بعد از وقفہ نماز مغرب ہاؤس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی۔
(جناب پریذائیڈنگ آفیسر ڈاکٹر بشارت الٰہی کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اخونزادہ بہرہ ور سعید : بہت احترام کے ساتھ میں عرض کرتا ہوں اس ایوان میں بہت سے ایسے حضرات ہیں جو کہ انگریزی قانون بھی جانتے ہیں اور شرعی قانون سے بھی ناواقف نہیں ہیں۔ اگر ان کے مطالبے کے باوجود موقع نہیں ملتا تو ایسے دوستوں کو درخواست کی جاتی ہے کہ وہ چیئر کو assist کریں جو اسکے لئے درخواستیں کرتے ہیں۔ مجھے اس پر حیرانگی ہے کہ ہم بھی اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں اس خیال سے شاید ہم بھی کوشش کریں کہ کسی مسئلے پر اپنے دوستوں کو چیئرمین کو گورنمنٹ کی کچھ مدد کریں مگر آج میں نے کئی دفعہ کوشش کی، ہمیں موقع نہیں ملا اس طرف ہی توجہ رہتی ہے۔ اس طرف دیکھا بھی نہیں جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم میری نظر میں یہ زیادتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : شکریہ، پروفیسر صاحب آپ کچھ اس کے متعلق......

پروفیسر خورشید احمد : جی میں عرض کر رہا تھا۔ میری پہلی گزارش یہ ہے یہ جو

amendment آئی ہے یہ بڑے اہم موضوع کے متعلق ہے اور اس کو پوری سنجیدگی سے ہمیں زیر غور لانا چاہئے۔ دوسری میری عرض یہ ہے جہاں تک میرا علم ہے بلاشبہ سربراہ مملکت کو اسلامی قوانین کے معاملات کے اندر جن کا تعلق حدود اور قصاص سے ہو' اس میں وہ مداخلت نہیں کر سکتا۔ حدود جو طے کر دی گئی وہ لازماً نافذ ہوگی اور قصاص میں حق ورثاء کا ہے سٹیٹ کا حق نہیں ہے لیکن باقی معاملات میں خصوصیت سے ٹریبونل اگر آپ متعلقہ دفعہ کو دیکھیں۔ آرٹیکل 45 خاصا وسیع ہے۔

"45—The President shall have power to grant pardon, reprieve and respite, and to remit, suspend or commute any sentence passed by any court, tribunal or other authority."

اسلام کی نگاہ میں یہ جو اختیارات ہیں خاصے وسیع ہیں اور یہ اسلام کے مسلمہ قانون سے متصادم ہیں اور اس حد تک اسے amend ہونا چاہئے لیکن اس کے لئے اس کو delete کرنا ضروری نہیں۔ میرا بنیادی point یہ ہے اس میں amendment کی ضرورت ہے اور یہی چیز ہے جس کی طرف courts نے متوجہ کیا ہے۔ تو اس بناء پر میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ شکل میں یہ مجھے کچھ زیادہ صحیح معلوم نہیں ہوتی لیکن مسئلہ صحیح ہے اور حکومت کو اس بات کو لینا چاہئے۔ اور اس کو amend کرنا چاہئے اور amendment کے ذریعے سے ہم اس کو حدود کے ضمن میں لے آئیں جو قرآن و سنت کی حدود ہیں تو پھر مناسب ہو گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہرہ ور سعید صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: آپ حکم دیں تو میں عرض کر دونگا۔ جناب! جو ترمیم پیش کی گئی یہ ایک آئینی ترمیم ہے اس میں زیادہ زور اس ترمیم پر نہیں دیا گیا مگر اس پر زور دیا گیا کہ یہ bulldoze کیا گیا بہت جلدی میں پاس کیا گیا بہت عجلت اس میں ہوئی۔ کاش! میرے دوست آئین کی چار اور پانچ ترمیم کو یاد کرتے جو اس وقت تین منٹ میں پاس ہوئے۔ اپوزیشن والوں کو physically اٹھا کر باہر پھینکا گیا۔

Mr. Presiding Officer: Mr. Behrawar Saeed we are not going to enter into any discussion.

آپ اس پر اگر کچھ کہنا چاہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: چونکہ mover نے اس چیز کا ذکر کیا اس واسطے اس کا جواب دے رہا ہوں۔ وہ اس وجہ سے bulldoze کیا گیا یہ دو تین دفعہ انہوں نے استعمال کیا اس واسطے میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں نہیں۔ جب آپ بحث میں آئیں گے تو پھر آپ ضرور تقریر کریں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: یہ ترمیم discussion کے لئے ہو گی اس طرح سے میں ان کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ صرف اتنا بتائیں آپ اس کے حق میں ہیں کہ ہاؤس leave دے یا نہ دے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو آئین میں ترمیم لائی گئی ہے اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ یہ deletion نہ ہو جس طرح پروفیسر صاحب نے بتایا اس کے لئے یہ withdraw کریں اس کا صحیح طریقہ یہی ہے اس میں پھر وہ ترمیم لائیں ایسے واقعات میں صدر کو یہ اختیارات دینا' انہوں نے تو یہ بات سنائی کہ یہ ہو وہ ہو آگے جا کر یہ نہیں بتایا یہ بھی آخر اس آیت کریمہ میں ہے۔ اگر وہ اپنے بھائی کو معاف کرے تو بہتر ہے۔ صدر بھی تو پاکستانی بھائیوں کی طرح مسلمان ہیں۔ اگر وہ کسی کو معاف کرتا ہے کسی کو کمی وبیشی کرتا ہے تو اس کو اس حق سے محروم نہیں کیا جاتا لیکن اس article کو اس صورت میں لینے دینے میں delete کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں کمی و بیشی ہو سکتی ہے۔ اگر گورنمنٹ سوچے اس کو delete کرنا میری رائے میں صحیح نہیں ہے اس کو withdraw کیا جائے اور پھر آئین میں نئی ترمیم لائی جائے۔ پھر اس پر بحث ہو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ منظور گچکی صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب منظور احمد گچکی: جناب والا! شکریہ میرے دوست نے یہ amendment move کیا ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسلامی روح کے مطابق ہے۔ جس طرح آئین میں ہمارا دعویٰ بھی یہی ہے اور جب ہم دنیا کے سامنے مختلف اوقات میں اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں تو ہم یہی بتاتے ہیں کہ ہم اسلامی عدل و مساوات کو یہاں پر introduce

کریں گے اور اسے آگے بڑھائیں گے۔ جناب والا! جس طرح کہ میرے دوست نے آرٹیکل 227 کی مثال دی شریعت بل کے حوالے سے اور اس کے بعد پھر شق لکھی گئی ہے وہ یہ ہے کہ صدر کو اتنے لامحدود اختیارات حاصل ہیں کہ وہ کسی بھی مجرم کو جسے سپریم کورٹ، ہائی کورٹ، tribunals یعنی ان میں اسے کسی بھی عدالت نے سزا دی ہو وہ اس معاف کر سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام نے................ ویسے بھی خلیفہ جو ہے وہ کورٹ کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے، یعنی اگر اسلامی نظام میں خلیفہ وقت کو کورٹ کے سامنے بلایا جائے تو وہ اس سے انکار نہیں کر سکتا بجائے کہ وہ تمام جرائم میں ملوث افراد کو معاف کرنے کا اختیار رکھتا ہو جن کو اخلاقی طور پر انہیں معاف نہیں کرنا چاہئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرا خیال ہے کہ آپ پہلے یہ بتائیں کہ Should it be introduced? formally پھر بحث بعد میں ہو جائے گی۔

جناب منظور احمد گچھکی: تو جناب! اس کو admit کیا جائے اور میں اس کے حق میں ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: حافظ صاحب! آپ جلدی میں بتائیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

حافظ حسین احمد: جناب والا! میں گزارش یہی کرتا ہوں کہ جہاں ان کی ترمیم کا تعلق ہے وہ بالکل صحیح ہے کیونکہ شریعت میں کسی بھی فرد کو چاہے وہ خلیفہ ہو، چاہے صدر ہو، اسے یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی بھی دی گئی سزا کو اسلامی قانون کے تحت، معاف کر سکے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی فاطمہ بنت قیس نے چوری کی، اور اس کے ہاتھ کاٹنے کی سزا شرعی عدالت کی طرف سے ہوئی اور قبیلہ کے افراد آپ کے پاس پہنچے اور انہوں نے کہا کہ آپ اسے معاف کر دیں کیونکہ یہ بڑے گھرانے سے تعلق رکھتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس فاطمہ کی بجائے اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ بھی ہو تو پھر بھی میں اس سزا کو معاف نہیں کر سکتا۔

جناب چیئرمین صاحب ! یہ توتوہین عدالت بھی ہے اور مجھے افسوس ہے کہ یہاں پر کہا گیا چونکہ جہاں پر مدعی ہو اور اس کے لئے تووہ معاف نہیں کر سکتا۔ جہاں پر اگر مدعی حکومت ہو تو وہاں صدر معاف کر سکتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اگر مرتد کی اسلام میں سزا ہے تو براہ راست حکومت اس سزا کو لاگو کرتی ہے لیکن صدر یا خلیفہ کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ مرتد کو دی گئی سزا کو منسوخ کر سکے۔ اسی طرح دو اشخاص ہیں اور ان میں اگر لڑائی جھگڑا ہوتا ہے اور ایک قتل ہو جاتا ہے اور قتل ہونے والا مقتول جو ہے وہ لاوارث ہے اور اس کا دنیا میں کوئی وارث نہیں ہے۔ اب اس کے بعد حکومت قاتل کو سزا دیتی ہے اور قاضی شرعی عدالت کے تحت قاتل کو سزائے موت دے دیتی ہے تو اس کو بھی صدر جو ہے یہ معاف نہیں کر سکتا۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ اس ترمیم کو لیا جائے اور ساتھ ساتھ آپ سے بھی گزارش ہے کہ خدارا، آپ شرعی قوانین کے لئے آپ کسی barrister یا attorney general کی طرف نہ دیکھیں بلکہ آپ یہ دیکھیں کہ اسلامی قانون کے تحت، اس کو اسلامی نظریاتی کونسل کو refer کریں تاکہ اسلامی نظریاتی کونسل جس میں علماء موجود ہیں اور اس کے علاوہ کروڑوں روپے اس پر خرچ کئے جا رہے ہیں وہ اس مسئلہ کو لیں اور اس کے بارے میں فیصلہ دیں اور پھر اس کی سفارش کے بارے میں پارلیمنٹ میں غور ہو سکے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : بہت بہت شکریہ حافظ صاحب ! میرا خیال ہے کہ
Now we can put it to the House

(interruption)

Ch. Abdul Ghafoor: I have to reply.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جی، اب reply کی بات تو ختم ہو گئی، آپ نے اسے appose کیا اور اس پر آپ نے اپنے پوائنٹ دے دیئے ہیں

Ch. Abdul Ghafoor: When the motion is being argued then I have to put my point of view.

اس کے بعد جو آپ مناسب سمجھیں فیصلہ دیں۔

Mr. Presiding Officer: I wanted to educate myself.

چوہدری عبدالغفور : اس لئے میں نے بھی آپ کو educate کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : فرمایئے جی !

چوہدری عبدالغفور : میں گزارش کروں گا کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس آرٹیکل کا over all effect کیا ہے' یہ چیز پہلی دفعہ سینٹ میں ہی نہیں آئی بلکہ اس پر گورنمنٹ بھی کافی دفعہ بحث وتمحیص کر چکی ہے اور میں آپ کو اس بارے میں یعنی صدر کی powers کے متعلق بتانا چاہتا ہوں۔ حدود لازمیں جس طرح کہ حافظ صاحب نے ذکر کیا ہے' اگر یہ فاطمہؓ بنت محمدؐ کی بات نہ بھی بتاتے تو............ ہم نے پہلے admit کیا ہے کہ حدود جو Injunctions of Islam ہیں permanent Injunctions of Islam ہیں' حدود کے cases جس میں قرآن نے خود سزائیں مقرر کر دی ہیں' کسی کو حق حاصل نہیں کہ ماسوائے ورثا کے' یا وہ خود' اس کو معاف کر دے اور وہ سزا تب بھی اس پر نافذ ہو گی۔

اب دو باتیں سامنے آئی ہیں ایک بات تو یہ ہے کہ جس کے بارے میں میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے اور اب وہ موجود نہیں ہیں کہ انہوں نے کہا کہ matter confuse کیا گیا' یہ صدر کی power نہیں بلکہ گورنمنٹ کی' Power State ہیں۔ وہ تو 48 آرٹیکل بڑا واضح ہے۔

President is to act on the advice of the Prime Minister

Mr. Presiding Officer : We are not getting into this argument, at all.

چوہدری عبدالغفور : تو میں مختصراً یہ عرض کروں گا کہ یہ بل جو اس وقت جناب کے سامنے ہے اس کا آپ سیکشن 2 پڑھیں۔

In the Constitution of Islamic Republic of Pakistan Article 45 be omitted.

یہ بل ہے omit کرنے کے لئے' اب جناب والا ! آپ کے سامنے بحث ہوئی ہے۔ سب کا اس بات پر consensus ہے کہ یہ omit نہیں ہو سکتا کیونکہ کئی ایسی سزائیں ہیں جو بہر حال صدر کے' سٹیٹ کے اختیارات میں رہنی چاہیں۔ اب رہ گئی یہ بات کہ کیا یہ بل کمیٹی کے سپرد کیا جائے یا یہ بات کہ جس طرح ابھی جناب کے سامنے کہا گیا ہے کہ یہ بل واپس لیا جائے۔ میں فاضل دوست سے گزارش کروں گا کہ اس پر مزید غور وخوض کر لیا جائے کیونکہ انہوں نے اس کو صرف omit کرنے کے متعلق دلائل دیئے ہیں' باقی چیزیں

ان کے ذہن میں ابھی نہیں ہیں کہ کن کن باتوں کے متعلق اس law میں ترمیم ہونی چاہئے۔ اب consensus بھی یہ ہے کہ یہ ترمیم ضرور ہونا چاہئے اور گورنمنٹ بھی یہ سمجھتی ہے کہ آرٹیکل 45 in all its forms موجود نہیں رہنا چاہئے بلکہ اس میں اختیارات جو ہیں یہ تخصیص ہونے چاہئیں تاکہ حدود اور قصاص کے کیسز کے سلسلے میں وضاحت آ جائے کہ کیا صدر ان میں کچھ کر سکتا ہے یا نہیں۔ میں جناب کو یہ inform کرنا چاہتا ہوں کہ since the law of Qasas and Diyat was enforced, the day, it was enforced میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں on the floor of the House صدر صاحب نے حدود و قصاص آرڈیننس کے تحت دی گئی کوئی سزا معاف نہیں کی ہے اور نہ آئندہ کوئی ارادہ ہے' ہر case کا فیصلہ individual case پر ہوتا ہے۔

جناب منظور احمد گچگی : پوائنٹ آف آرڈر۔

چوہدری عبدالغفور : اور میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے لئے خوشی یہ ہوتی ہے کہ یہ already گورنمنٹ کے in view ہے کہ شریعت کی خلاف ورزی نہ ہو اور اس بارے میں' میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہاؤس کی consensus یہ ہے کہ ہمیں بھی اس بارے میں اعتراض ہے لیکن یہ بل جو in its present form میں omit کرنے کے متعلق ہے' یہ واپس لے لیں تاہم دوسرے دوست بھی اس وقت اس پر تقریر کر لیں کہ کیا ترمیم ہونی چاہئے ؟ اس کی روشنی میں پھر دوسرا بل move کر دیں۔ اور یہ دوسرا بل جو ہے اس کے بارے میں ہم بھی چاہیں گے کہ یہ کمیٹی کے پاس جائے لیکن یہ بل in its present shape یہ مناسب نہیں ہو گا۔

جناب منظور احمد گچگی : : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : بہت بہت شکریہ۔ آپ اب عبداللہ شاہ کو wind-up کرنے دیں۔ and then we will come to a decision on this.

جناب منظور احمد گچگی : پوائنٹ آف آرڈر۔ میں جناب والا ! یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بیک وقت یہ کہتے ہیں کہ صدر کو اتنے وسیع اختیارات نہیں ہیں بلکہ وہ کیبنٹ کی طرف سے یا گورنمنٹ کی طرف سے جو ہدایت کرے' وہ ہیں۔ لیکن دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ یہ آرٹیکل 44 جو ہے' اس میں تھوڑی بہت کمزوریاں ہیں اور ہم یہ خود کوشش

کریں گے کہ اس کو موثر بنائیں میں سمجھتا ہوں کہ جب ایک معزز رکن نے اسے move کیا ہے' تو اس سے بہتر یہی ہے کہ اس کو concerned کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: گگلی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

I have got the sense of the House and I have understood what the matter is.

In the light of what the honourable Minister for Law had to say would you (Syed Abdullah Shah) like to reconsider your amendment and then bring it later on?

Syed Abdullah Shah: No. Let me make my submission with your permission, Sir, I will thank those Senators who have supported this amendment because this has been made with the spirit that we want to enforce law of Shariat in the State, as is being claimed by the Government and I am sorry for the opposition being made by the honourable Minister for Law.

Now, Sir, the Minister for Law said that because against the decision of the Shariat Court, an appeal is pending before the Supreme Court, therefore, the matter is subjudice. I will humbly correct him that law making is the power of this House and the interpretation of law is meant for the judiciary. So, we can certainly amend the law even if some cases are pending in the court and they will have to follow the law made by the Parliament, and not vice versa.

No. 2. He says that we have amended the laws for withdrawal of cases which were declared in 1989, Sir, may I bring to the notice of this august House, that in spite of all those amendments (murder cases/criminal cases) are being withdrawn and one case I have in my hand, without the consent of heirs and this has happened, I have got the photocopy of the judgement.

(*interruption*)

Syed Abdullah Shah: No. You said that we have amended the law.

Mr. Presiding Officer: Is it a pardon by the President or it is a withdrawal?

Syed Abdullah Shah : No. Sir. It is not a pardon by the President.

(interruption)

Syed Abdullah Shah : I understand Mr. Benrawar Saeed. Let me complete my submission, please.

Mr. Presiding Officer : Yes, please continue.

Syed Abdullah Shah : Sir, this order was passed on 26-9-91 where a murder case has been withdrawn by a Session in Hyderabad. I will not take the name of the person because he is a very big man but this is actually happening. So, again I submit that this amendment may kindly be referred to the concerned standing committee. They can vet it and can make necessary changes in it and bring it in conformity with the Shariat and thus my object will be served. Because the government, I assure you, they will be the last people to bring any laws. After the passage of the Shariat Act, let me what law they have introduced to the House to Islamize that they have been claiming so vocally.

Mr. Presiding Officer : Shah Sahib, let us not widen the scope of the discussion. We should confine ourselves to this particular amendment

Syed Abdullah Shah : I again make a request through you to the House that this amendment may be referred to the Standing Committee they will vet it and then submit it to the House again. Thank you.

Mr. Presiding Officer : Thank you very much.

I now put it to the House that Syed Abdullah Shah Sahib has sought leave of the House to introduce the Constitution's (Amendment) Bill, 1992.

(The motion was negatived)

ایک معزز رکن : پوائنٹ آف آرڈر جناب۔ جس صورت میں وزیر موصوف نے مکمل طور پر ہم سے اتفاق کر لیا تھا' تو اس کے بعد میں سمجھتا ہوں گنجائش نہیں تھی۔

چوہدری عبدالغفور : نہیں میں نے اتفاق نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ اس کو واپس لے لیں اور amended form میں لائیں۔ یہ تو deletion کی بات ہے۔ یہ تو بات ہی مختلف ہے۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: Let us not confuse the issue. Let us finalize the matter now.

ڈاکٹر محمد ریحان : ہم تو یہی کہہ رہے ہیں کہ وہ اس کو کمیٹی متعلقہ کے حوالے کر دیں۔ وہ اس میں amendments کریں یا جو بھی کریں۔

Presiding Officer: No. No. آپ amendment کر کے لائیں۔

Can I have the last word from Shaikh Sahib? Shaikh Sahib you have heard the discussion, can I have your views on this?

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, after you have put it to the House and has almost taken a division. I don't think it is now .....

Mr. Presiding Officer: Thank you very much. Since the gentlemen has protested that the voice was not very clear, so let it be put to the House once again. Should I do it by a voice vote or you (Syed Abdullah Shah) want the gentlemen to stand.

Syed Abdullah Shah: Vice vote.

Mr. Presiding Officer: Syed Abdullah Shah has sought leave of the House to introduce the Constitution (Amendment) Bill. 1992.

Mr. Presiding Officer: Are you (Syed Abdullah Shah) happy with the 'Noes' or would you like to ....

Syed Abdullah Shah: We challenge it.

ڈاکٹر محمد ریحان : ہم expose کرنا چاہتے ہیں کہ یہاں پر کتنے صحیح parliamentarians ہیں۔

Mr. Presiding Officer: The voice is clear as far as I am concerned. The matter of exposing or not exposing is something else.

So, as far as I am concerned, the leave is refused.

(*The motion was negatived*)

Mr. Presiding Officer: The Bill stands dropped.

(*interruption*)

Mr. Presiding Officer: Please sit down, Bherawar Sahib. Please don't get flared up on these small issues. We go on to the nest business. یہ جو legislative business ہمارے فرید اللہ خان صاحب اور پروفیسر خورشید احمد کے ساتھ ہے۔

I am told that since the House is to be adjourned at 7.15, there will not be enough time for this. We can have some discussion on this motion by Prof. Khurshid Ahmed if the House agrees. Motion under rule 194.

(*interruption*)

Mr. Presiding Officer: Right. If everybody wants to continue the legislative business, I have no objection on this.

Syed Abdullah Shah: Sir, we want legislative business.

Mr. Presiding Officer: Sit down, please Malik Faridullah Khan, please.

THE CAPITAL DEVELOPMENT AUTHORITY (AMENDMENT) BILL, 1991

Malik Faridullah Khan: Sir I beg to move—

"That the Bill further to amend the Capital Development Authority Ordinance, 1960 [The Capital Development Authority (Amendment) Bill, 1991], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once."

Ch. Amir Hussain: I oppose it, Sir.

Malik Faridullah Khan: Sir, since this was referred to the Standing Committee and I don't have the copy of that recommendations ...

(*interruption*)

ملک فریداللہ خان : وہ اگر منسٹر صاحب پڑھ کر سنا دیں تو

چوہدری امیر حسین : میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

(interruption)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : نہیں۔ پڑھ کر تو آپ کو سنانا چاہئے۔ جس بات پر oppose کریں گے۔ Then he will give his reasons for it.

ملک فریداللہ خان : سر! میرے پاس تو کاپی ہی نہیں کہ ان کی کیا recommendations ہیں۔

چوہدری امیر حسین : سر! میں اس پر گزارش کرتا ہوں۔

The report was submitted in the House by the Chairman of the Committee, long before, and if that copy is not with the learned member: that copy can be given to him and as he has stated, if I am allowed to read the report of the committee then he can decide whether to press it or not, the motion.

(مداخلت)

ملک فریداللہ خان : نہیں جناب۔ میں کمیٹی سے قائل نہیں۔ کمیٹی نے جو کچھ کہا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ یعنی کمیٹی کی جو recommendations ہیں میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: The Committee has not recommended this.

Malik Faridullah Khan: If Sir, they have not recommended then I don't press this.

(Thumping of Desks)

Mr. Presiding Officer: So, the Bill stands dropped. Also item No. 7, there is no point in raising that. Now Prof. Khurshid Ahmed to move the Freedom of Information Bill, 1990.

پروفیسر خورشید احمد : دیکھیں جی کل اس معاملے میں ہمارا discussion ہو گیا ہے۔ آج اس پر بحث ضروری نہیں ہے۔ اس کو آئندہ پھر میں کبھی move کروں گا تاکہ اس پر بحث ہو سکے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں motion under item No. 10 move کروں۔ میں نے اس سے پہلے بھی سیکرٹری سینٹ سے یہ بات کی تھی۔

Mr. Presiding Officer: This is deferred then. Mr. Hasan A. Shaikh on a point of order.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, it was already decided by this House that it will not be taken up. So, he is trying to delay it, what is the use of it.

Prof. Khurshid Ahmed: I am deferring it.

Mr. Presiding Officer: Now we defer it and we will discuss it later on. Prof. Khurshid Sahib we go on to this motion under rule 194. Syed Iqbal Haider on point of order.

Syed Iqbal Haider: Sir, for your kind attention exactly the same motion under rule 194, MD 28 was also submitted by me. I would request that my motion and Prof. Khurshid's motion may be discussed in the House together.

Mr. Presiding Officer: Right. I think it could be discussed together.

Syed Iqbal Haider: Because it is on the same identical issue.

Mr. Presiding Officer: We start with Prof. Khurshid Ahmed

MOTION *RE*: THE OVER ALL PERFORMANCE OF PAKISTAN STEELS WITH PARTICULAR REFERENCE TO HEAVY LOSSES IN 1989 TO 1991

پروفیسر خورشید احمد : جی میں عرض کرتا ہوں rules کے تحت چونکہ یہ merit ہوتا ہے اس میں اگر ان کی نقل آتی تو ان کی آجاتی۔ میری نقل آئی تو وہ آگئی کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اور اس کے بعد موقع ملے گا۔ اقبال حیدر صاحب کو کہ وہ اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : جی ٹھیک ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : میں مختصراً بات کروں گا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ جناب والا ! آج ہم سٹیل مل کے مسئلے کے اوپر گفتگو کر رہے ہیں۔ یہ غالباً ہمارا سب سے زیادہ اہم صنعتی پروجیکٹ ہے۔ تقریباً 28 ارب روپے کے خرچے سے یہ مل قائم ہوا ہے اور میں اس مل کو پاکستان کی معیشت کا سب سے اہم ستون سمجھتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ -self

reliance بے معنی ہو گی۔ اگر ہماری انجینئرنگ انڈسٹری، ہماری سٹیل انڈسٹری، ہماری ہیوی میکنیکل یہ نہ ہوں اور شروع میں جو حکمت عملی اختیار کی گئی کہ صرف consumption goods کی پیداوار کو زیادہ سے زیادہ بڑھایا گیا، حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک غیر متوازن تھی اور اس بنا پر سٹیل مل ہماری معیشت کا اہم ترین ستون ہے اس کا efficiency استحکام اس کی کارکردگی کا اعلیٰ ہونا، اس میں strategy ....

Mr. Presiding Officer: Faseih Iqbal Sahib please order in the House.

پروفیسر خورشید احمد: اس میں کوالٹی کا اہتمام، اس کے اندر امن و امان کی کیفیت، اس کے مزدور اور کارکنوں کی اعلیٰ تربیت اور ان کی satisfaction یہ وہ ساری چیزیں ہیں جو پاکستان کی معیشت کے استحکام کے لئے ضروری ہیں۔ جناب والا! لیکن صورتحال یہ ہے اور اس میں گو میں نے دو periods identify کئے ہیں اور اس لئے کئے ہیں کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ میں صرف موجودہ حکومت کے دور پر تنقید کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس میں 90 - 89 بھی رکھا ہے اور 91 - 90 رکھا ہے تاکہ جو پچھلی حکومت تھی وہ بھی سامنے رہے اور موجودہ حکومت بھی سامنے رہے۔ یہ محض وقتی سیاست کے نقطہ نظر سے غور نہ کیا جائے بلکہ ایک اہم قومی ادارے کے اعتبار سے اس پر غور کیا جائے میں برائے ریکارڈ یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ سٹیل مل شروع ہی سے مختلف وجوہ کی بنا پر crisis کا شکار رہا ہے جتنے وقت پہ اسے پورا ہونا تھا اس سے دوگنا وقت لیا گیا جتنے سرمائے میں اسے پورا ہونا تھا اس سے کہیں زیادہ سرمایہ اس پر صرف ہوا۔ پھر یہ ہونے کے بعد بھی اس میں capacity کا utilization اور اس کے down stream انڈسٹری کا development جو ضروری تھا جس کی بناء پر پورے ملک میں اس کے اثرات مضمرات پہنچ سکتے تھے ان کی فکر نہیں کی گئی۔ اس بناء پر میری پہلی تنقید یہ ہے کہ اتنے اہم پروجیکٹ کو اور اس کے development اور ساتھ ساتھ اس کے جو سپورٹ درکار ہے اسے پوری اہمیت نہیں دی گئی ہے۔ اور یہ ایک قومی مسئلہ ہے جس پر حکومت کو اور پارلیمنٹ کو متوجہ ہونا چاہئے۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مسلسل سٹیل مل خسارے میں جا رہی ہے اگر اخباری اطلاعات صحیح ہیں اور میرے پاس جو تازہ ترین اطلاع ہے وہ "مسلم" میں شائع شدہ ہے،

Outstanding loan has increased from 18 billion to 22 billion during the last two years.

دس فروری کی ۔ جس میں کہا گیا ہے کہ خسارہ ہر ماہ تقریباً بیس کروڑ روپے تھا۔

یہ بات بھی ' جناب والا ! آپ کے سامنے رہے کہ سٹیل مل میں دوسری ملوں کے مقابلے میں جو معاوضے ہیں وہ بہتر ہیں۔ شاید پی۔ آئی۔ اے کے بعد سٹیل مل ہے جو سب سے زیادہ سہولتیں دیتی ہے۔ اور یہ سہولتیں ضرور دی جانی چاہئیں۔ لیکن اسے حق و انصاف سے استعمال ہونا چاہئے۔ اور یہ بات سامنے رہنی چاہئے کہ اگر سٹیل مل میں مزدوروں 'افسروں 'انجینئروں کو بہتر سہولتیں دی جا رہی ہیں تو قوم ان سے توقع رکھتی ہے کہ وہ ویسی ہی کارکردگی کا مظاہرہ کریں گے۔ وہ بے لوث خدمت کریں گے اور وہ پیداوار بڑھا کر اور اس ادارے کو ایک کامیاب ادارہ بنا کر قومی معیشت کو مستحکم کریں گے۔ لیکن اس پہلو سے بڑی کمزوری ہے۔ اس وقت مل ستر اکہتر فیصدی capacity پر کام کر رہی ہے۔ میرے پاس جو معلومات ہیں وہ ستر اکہتر فیصدی کی ہیں۔ اقبال حیدر صاحب کا خیال ہے کہ یہ 47 فیصد ہے۔ بہر حال حقائق کا معاملہ ہے اسے دیکھ لیں گے لیکن جتنی رپورٹس میں نے دیکھی ہیں۔ اس میں capacity utilization 71% ہے۔ اور یہ بھی بہرحال بہت کم ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پہلی priority ہونی چاہئے سو فیصد capacity utilizaton کی اس کے بعد کسی expansion کی بات ہونی چاہئے۔ جناب والا ! اس کے بعد جس کی طرف میں آپ و متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ مختلف قسم کی بدعنوانیاں ہیں جو اس میں ہو رہی ہیں۔ میں ان کی catalogue نہیں دینا چاہتا۔ لیکن میں چند موٹی موٹی باتیں آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ جن پر غور کرنا قومی مفاد میں ضروری ہے۔ جناب والا ! اس وقت جو اندازے ہمارے سامنے آئے ہیں ملازمین کے ' وہ یہ ہیں کہ تیس ہزار سے اکتیس ہزار ملازم اس وقت سٹیل مل میں کام کر رہے ہیں۔ جن میں سے تیس ہزار نو سو چالیس غالباً وہ ہیں جو مستقل ہیں اور سات ہزار پانچ سو کے قریب وہ ہیں جو غیر مستقل ہیں۔ جن میں retainers بھی ہیں اور جس میں daily wage پر کام کرنے والے بھی۔ جناب والا ! یہ عجیب و غریب بات ہے کہ اس مل میں daily wages پر کام کرنے والی لیبر اور retainers یہ ایک سیکنڈل کی صورت اختیار کر چکے ہیں مختلف ادوار میں ' اور اس پر بار بار متوجہ کیا گیا ہے مختلف اخبارات میں محققین نے ' economis نے متوجہ کیا ہے کہ ایک ایسے ادارے میں اس انداز میں کام کرنا صحیح نہیں ہے جہاں تک میری معلومات ہیں۔ اصل میں تخمینہ یہ تھا آٹھ ہزار چھ سو originally permanent employees اس میں ہوں گے ماضی قریب میں ایک British firm نے بھی

evaluate کیا ہے۔ اور اس کی رائے سے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن جس نتیجے پر وہ پہنچی ہے اور اس رپورٹ کی تیاری پر کئی ملین روپیہ foreign exchange میں وزارت پیداوار نے خرچ کیا ہے ان کا اندازہ یہ ہے کہ full capacity کے لئے صرف 9600 permanent employee کی ضرورت ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا اس وقت permanent employees 24 ہزار ہیں۔ اس سے پہلے بھی اس پر بحث ہو چکی ہے۔ اور جہاں تک مجھے یاد ہے جنرل سعید قادر صاحب نے اس ایوان کو یہ بتایا تھا کہ ان کی وزارت نے کوشش کر کے 22 ہزار سے کم کر کے 16 ہزار تک لانے کی کوشش کی۔ without loss of productivity. without loss of efficiency کے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اس ادارے میں excess employment ہے۔ بلاشبہ ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک کے ہر شہری کو جو کام کرنا چاہتا ہے صلاحیت رکھتا ہے، روزگار ملے۔ لیکن روزگار دینے کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ اتنے اہم ادارے میں آپ over employment کریں۔ over employment اتنا ہی بڑا جرم ہے جتنا بڑا کسی معاشرے میں under employment یا unemployment ہے۔ اس بناء پر جناب والا ! ایک بہت بڑا field یہ ہے۔

اس پر یہ بات بھی ہمارے سامنے آتی ہے کہ یہ جو retainers ہیں اور daily wage پر جو لوگ ہیں نہ انہیں ملازمت کا استحکام حاصل ہے۔ بالعموم انہیں administration نے یا اس سیاسی پارٹی نے جسے administration میں اثر و رسوخ حاصل ہے استعمال کیا ہے اپنے پسند کے لوگوں کو لانے کے لئے۔ 90 - 89 کے بارے میں یہ اعداد و شمار سامنے آئے تھے کہ تقریباً 2 ہزار افراد Placement Bureau کے ذریعے پیپلز پارٹی نے اس میں ملازم رکھوائے تھے۔ اور اس وقت ایم کیو ایم کے سربراہ خود اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں کہ ہمارے 6000 workers کو ہٹایا گیا ہے۔ اور یہ 6000 workers وہ ہیں جنہیں پچھلے دنوں ملازمت دی گئی ہے retainership کے تحت یا daily wage کے اوپر۔ یہ اس طریقے سے بڑھی ہے کہ 1988ء میں ایک ہزار ایک سو افراد تھے اس طرح کے temporary employed تھے۔ جنوری 90ء تک یہ بڑھ کر دو ہزار تین سو تیرہ ہو گئے۔ اس کے بعد تین ہزار تین سو۔ اور اس وقت ان کی تعداد

سات ہزار سے متجاوز ہے۔ تو یہ قومی خزانہ ہے۔ یہ party workers کے لئے کوئی payment کا نظام نہیں ہے۔ اگر کسی کو party workers کی کوئی آڑ بھی رکھنی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے۔ میں آپ کو صرف منہ کا ذائقہ بدلنے کے لئے وہ quotation پڑھ کر سنا دوں۔ یہ سی بی اے کے پریذیڈنٹ نے یہ کہا ہے۔

"who had allegedly said that if the Chairman hails from Army then he has also his own army".

تو جناب والا ! excess employment اور اس excess employment کا سیاسی استعمال اور مختلف پارٹیوں کا اپنے party workers کو جو وہاں کام بھی نہیں کرتے، ان کی بڑی تعداد ایسی ہے جو وہاں کام بھی نہیں کرتی لیکن تنخواہیں وہاں سے لیتی ہے۔ یہ ملک کے ساتھ، ملک کی معیشت کے ساتھ، اس ادارے کے ساتھ دھوکہ ہے۔ اگر کسی کو اپنے party workers کو patronise کرنا ہے تو اپنی جیب سے کرے۔ لیکن سرکاری خزانے اور ایک ایسے اہم سرکاری ادارے سے یہ کام کرنا قطعاً غلط ہے۔ جناب والا ! اس کے بعد پھر کراچی کے اخبارات اور رسائل بھرے پڑے ہیں ان واقعات، ان دستاویزات سے، جس طرح اس ادارے میں appointments کروائے گئے ہیں۔ سی بی اے میں بھی کروائے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ منسٹری آف پروڈکشن براہ راست اس میں مداخلت کرتی ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں بلکہ Public Sector Management کا یہ کون سا طریقہ ہے کہ آپ ایسے اداروں کے لئے اس بات کے احکام جاری کریں کہ فلاں پارٹی کو اتنے ٹن scrap اس قیمت پر دے دیا جائے۔ یہ آپ ہدایت جاری کریں کہ فلاں گروپ آرہا ہے اسے ملازمت دو۔ یہ کام حکومت کا نہیں ہے۔ اور اسی بناء پر ہمارا public sector ناکام ہوا ہے۔ اسی طرح سے اور مقامات بھی ہیں۔ تو میں privatization کے بحیثیت مجموعی حق میں ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ معاشیات کے ایک طالب علم کی حیثیت سے اس بات کا کہنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ملک میں پبلک سیکٹر کا ہونا بہت ضروری ہے۔ ریاست کا ایک مثبت economic رول ہے۔ وہ اسے ادا کرنا چاہئے جو strategic چیزیں ہیں انہیں ہم دوسروں کے ہاتھوں میں، پرائیویٹ ہاتھوں میں نہیں دے سکتے........... بہت سی defence کی چیزیں ہیں جنہیں قومی ملکیت میں رہنا چاہئے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ان کا نظام خسارے میں چلا یا جائے۔ وہاں

بدعنوانیاں ہوں اور professional efficiency نہ ہو۔ professional
integrity نہ ہو۔ یہ چیزیں ہیں۔ اور دیکھئے دنیا میں جہاں پبلک سیکٹر کام کرتا ہے
وہاں ان کے لئے accountability command norms مقرر کئے جاتے ہیں۔
پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہی ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے اصول کے مطابق کام کرتے ہیں۔
یہ چیز کہ حکومت اور حکومت کے وزراء اس طرح مداخلت کریں یہ غلط ہے۔ کراچی کے
اخبارات' میرے پاس سارے documents یہاں موجود ہیں جن میں slips signed
اور ایک شخص جس نے کبھی وہاں attend نہیں کیا اس کے بارے میں CBA کا چیئرمین
کہتا ہے کہ his attendance approved pay salary اور salary ادا کر دی
جاتی ہے وزارت Production competent authority کے نام پر یہ بھیجتی ہے کہ
فلاں آ رہا ہے اور اس کو تم یہ ملازمت دو اور فلاں آ رہا ہے اسے اس قیمت پر scrap بیچو۔
یہ سارے اس کے document یہاں چھپے ہوئے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے آخر' کوئی احتساب
اس کا ہونا چاہیئے' کوئی گرفت اس کی ہونی چاہیئے' مسئلہ کسی فرد کا نہیں ہے مسئلہ کسی
جماعت کا نہیں ہے' مسئلہ اس قوم کا ہے۔ تو جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ
کراچی کے اخبارات کے اندر یہ چیز آئی ہے کہ لوہے کی پتنگیں ایک خاص پارٹی کے نشان کو
دکھانے کے لئے سٹیل مل میں بنائی گئی ہیں ہزاروں کی تعداد میں بنائی گئی ہیں' کروڑوں کے
صرف سے بنائی گئی ہیں۔ پہلے انکار کیا گیا پھر جب وہ نکلیں تو اس کی توجیح نہیں دی گئی' ساری
اس کی فوٹو موجود ہیں یہ سب کیا کر رہے ہیں یہاں۔

scrap کی فروخت ایک بہت بڑا scandel ہے سو' سو ٹن کے اوپر ایک ایک لاکھ
روپے کا نقصان پہنچایا جا رہا ہے اور ہزاروں ٹن ہر ماہ سکریپ کے نام پر سیاسی
patronization کے لئے یا سی بی اے کی slip دے کر کے یا مقامی پارٹی کی slip
سے اور حتیٰ کہ Ministry of Production کے احکامات سے ان کے خطوط سے یہ کیا
جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ چیزیں بڑی شرمناک ہیں اور اس نوعیت کی activities کو
ہرگز بھی condone نہیں کیا جا سکتا لہٰذا اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کے اوپر بھرپور
احتساب ہو اور یہ تمام ادارے اپنے اصول کے مطابق قومی مفاد کے مطابق کام کریں۔
ان میں کوئی political interference نہ ہو' نہ اس پارٹی کا' نہ اس پارٹی کا'

appointments سیاسی بنیادوں پر نہ ہوں merit کی بنیاد کے اوپر ہوں اور جو excess labour وہاں پر ہے اسے کسی criteria کے تحت کسی معقول نظام کے تحت دوسرے مقامات پر absord کیا جائے لیکن اس طرح کا بوجھ اگر آپ ڈالیں گے تو یہ ادارہ اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکے گا اور یہ سارے کا سارا قومی خسارہ ہے۔ اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ سٹیل مل کے معاملات پر گفتگو ایوان کے لئے بے حد ضروری ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس ایوان کی بحث کی روشنی میں سٹیل مل کے معاملات کو درست کیا جائے۔ اسے سیاسی مقاصد اور سیاسی وفاداریوں کی بنیاد کے اوپر ختم نہیں کیا جائے۔ ہمیں اس ادارے کو سنبھالنا ہے۔ اگر پیپلز پارٹی کے دور میں زیادتیاں ہوئی ہیں تو ان کی اصلاح ہونی چاہیے۔ اس سے پہلے دور کی خرابیاں ہیں ان کی اصلاح ہونی چاہیے اور اگر آج خرابیاں کی جارہی ہیں تو ان کی اصلاح ہونی چاہیے اور یہ خرابیاں اگر لیبر کی طرف سے ہو رہی ہیں تو ان پر گرفت ضروری ہے اور اگر انتظامیہ کی طرف سے ہو رہی ہیں جیسا کہ یہ بات سامنے آئی ہے کہ حال ہی میں دو بڑی قیمتی گاڑیاں حاصل کی گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام چیزوں کے اوپر پابندی لگنی چاہیے ان تمام چیزوں کا قومی احتساب ہونا چاہیے اور جہاں تک مجھے علم ہے خود سینٹ کی جو کمیٹی تھی اس نے بھی جب اس مسئلے کو examine کیا تو اس کے سامنے ایسے حقائق آئے جنہوں نے ان کی آنکھیں کھول دیں اور انہوں نے یہ بات محسوس کی کہ اتنے بڑے قومی ادارے کو ایک مخصوص سیاسی پارٹی، مخصوص سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کر رہی ہے۔ اس کی اجازت دینا اس قوم کے ساتھ زیادتی ہو گی۔ دوسرے اداروں میں بھی excess labour ہوئی ہے ان سے بھی لوگ نکالے گئے ہیں۔ اسی پی آئی اے سے جو 700 افراد نکالے گئے تھے اس وقت کسی کو ضرورت پیش نہیں آئی کہ وہ آکر یہ بیان دے کہ فلاں پارٹی کے اتنے کارکن نکالے گئے ہیں اور انہیں بحال کیا جائے لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلے کو خالص سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا جارہا ہے جو میری نگاہ میں مجرمانہ کوشش ہے اس کو روکنا چاہیے اور اس ادارے کی حفاظت بہت ضروری ہے شکریہ۔

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر</u>: جی اقبال حیدر صاحب!

<u>سید اقبال حیدر</u>: جناب والا! میرا motion بھی چونکہ اسی مضمون پر ہے اس میں ایوان کا وقت بھی بچ جائے گا۔ دوبارہ ballot کی ضرورت بھی پیش نہیں آئے گی۔ اسلئے

گزارش کروں گا کہ پروفیسر خورشید احمد کا اور میرا motion جو کہ سٹیل مل کی کارکردگی کے بارے میں ہے اس کے اوپر غور کے لئے مجھے اجازت دی جائے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھئے ایک motion آ گیا ہے۔

and you have every night to speak on it. I think once it is on the agenda, we can not amend the agenda

سید اقبال حیدر: نہیں جناب! میرا موشن آپ کے ریکارڈ پر ہے اس کو آپ یا تو نتھی کر لیں یا پھر یہ کریں کہ اگلے ہفتے آپ میرا موشن لے آئیں۔

Mr. Presiding Officer : I mean, we can not bypass the procedure.

procedure کے تحت تو اس کا ballot ہونا ہے لیکن

you are free to speak on it and once the agenda has been printed, I can not amend the agenda now at this stage

کہ جی اس کو اس کے ساتھ لگا لیں اگر تحریک التواء ہوتی تو اور بات تھی لیکن آپ اس پر بول لیں اپنا اظہار کر لیں۔

سید اقبال حیدر: جناب چیئرمین! میں بہت مشکور ہوں آپ کی اجازت کا۔ میں اس ایوان کی توجہ سٹیل مل کی زبوں حالی پر مبذول کرانا چاہتا ہوں اور وہاں اس قدر حالات سنگین ہیں کہ میں اپنی جانب سے ایک لفظ کہے بغیر آپ کو یہ پورا اندازہ تو سٹیل مل کی انتظامیہ ' موجودہ انتظامیہ ' اسی ماہ فروری میں سٹیل مل کے معاملات پر کتنی زیادہ پریشان ہے۔ اس کا اندازہ اس حقیقت سے ہو گا کہ روزانہ سٹیل مل کی انتظامیہ وہاں اپنا press release اور خبرنامہ جاری کر رہی ہے اور میں صرف سٹیل مل کا خبرنامہ پڑھ دیتا ہوں جو کہ انتظامیہ نے جاری کیا ہے۔ یہ پہلا خبرنامہ مورخہ 13 فروری 1992ء' یہ کارروائی ابھی شروع ہوئی ہے "اصل حقیقت یہ ہے" یہ اس کا عنوان ہے۔ انتظامیہ کہتی ہے کہ سی بی اے کی جانب سے انتظامیہ پر اخبارات میں لگائے جانے والے مختلف الزامات غلط بیانی کا پلندہ ہیں' پاکستان سٹیل کے بورڈ کے رکن کو کسی قسم کی کوئی سہولت یا مراعات حاصل نہیں ہیں اور سی بی اے کے چیئرمین کا بھی بورڈ کے رکن کی حیثیت سے کوئی استحقاق نہیں ہے۔ چنانچہ بغیر کسی جواز اور اختیار کے دو کاریں اور دو vans ان کے زیر استعمال ہیں اور اس سلسلے میں سی بی اے کا موقف درست

نہیں۔ دراصل موجودہ سی بی اے نے ابتداء ہی سے دباؤ اور تشدد کا رویہ اختیار کر رکھا ہے اور اس سلسلے میں 24 ر اپریل ' 1990ء کو سی بی اے کے چیئرمین پلانٹ کا مین گیٹ توڑنے کی کوشش میں رینجرز کا مقابلہ کرتے ہوئے گولی لگ کر معذور ہو گئے اور ان کا ایک ساتھی ہلاک ہو گیا تھا تاہم ان کے اس غیر قانونی مقابلے کے باوجود پاکستان سٹیل نے ان کے بیرون ملک علاج پر 18 ر لاکھ پچاس ہزار روپے خرچ کئے۔ جبکہ سی بی اے نے اپنے طور پر بھی ملازمین سے لاکھوں روپے کا چندہ وصول کیا اور مزدوروں کو اب تک اس کا کوئی حساب پیش نہیں کیا۔ مزید بر آں ' حال ہی میں جب رینجرز نے سی بی اے کے چیئرمین کو مسلح گارڈ کے ہمراہ پاکستان اسٹیل آتے ہوئے روکا تو بڑی تعداد میں ان سے اسلحہ بر آمد ہوا لیکن انہوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ چونکہ ان کی جان کو خطرہ ہے اس لئے وہ مسلح گارڈ کے ہمراہ سفر کرنے پر مجبور ہیں۔ بیچارے جبکہ اب تقریباً ایک ماہ سے وہ بغیر مسلح گارڈز کے پاکستان اسٹیل آ رہے ہیں اور ان کو کسی قسم کا کوئی خطرہ لاحق نہیں۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ مسلح گارڈز کو افسران و کارکنان کو ڈرانے دھمکانے کے لئے استعمال کیا جانا مقصود تھا۔ چنانچہ موجودہ سی بی اے یونین کے سی بی اے بننے سے قبل پاکستان سٹیل میں مارچ 1990ء تک جہاں صرف 304 retainers موجود تھے.............

<u>سید فصیح اقبال:</u> پوائنٹ آف آرڈر ' جناب والا! اگر یہ قوائد کے مطابق ہو کہ اگر کوئی تقریر کرنے کے ساتھ ساتھ اخباری بیان بھی پڑھ کر سنائے میرا خیال ہے اس سے کوئی تعلق نہیں۔

Mr. Presiding Officer : This is no point of order as he has already stated that he is reading from such and such papers.

<u>سید فصیح اقبال :</u> جناب والا ! دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ نے ساڑھے سات بجے ختم کرنا ہے تو کوئی دوسرا آدمی بول ہی نہیں سکے گا۔

Mr. Presiding Officer : No, we will continue with this discussion on the next Private Members Day.

<u>سید اقبال حیدر :</u> وہاں دسمبر 1991ء تک ں بی اے کی مسلسل دھمکیوں اور دباؤ کے تحت یہ تعداد بڑھ کر 3436 تک پہنچ گئی یعنی 304 سے 3436 جبکہ حقیقت یہ ہے کہ صحیح figure جو اس وقت وہاں پر retainers پر کام کرتی رہی ہے وہ

6921 ہے جو دیگر اخبارات نے چھاپی ہے وہاں تک پہنچ گئی' علاوہ ازیں آٹھ ٹیلیفون .... جناب چیئرمین ! غور فرمائیں۔ علاوہ ازیں آٹھ ٹیلیفون سی بی اے کے زیر استعمال ہیں اور ان میں سے چیئرمین سی بی اے کے زیر استعمال صرف دو ٹیلیفون کا ماہانہ بل 13 ہزار دو سو چھبیس روپے اور مزید یہ کہ موبائل ٹیلیفون کا ماہانہ بل' اوسطاً 166 '30 روپے ہے اور ان سے ٹیلیفون کی مد میں سی بی اے کے کثیر اخراجات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ سی بی اے کا یہ الزام بھی بالکل بے بنیاد ہے کہ پاکستان اسٹیل ملز کی انتظامیہ ان کو ٹیلیفون پر دھمکی دیتی ہے۔ میں جناب اب relevant portion پر آؤں گا۔

دوسرا 9 ر فروری کا خبرنامہ' پاکستان اسٹیل ملز کی انتظامیہ سے جاری کردہ۔ اس میں انہوں نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ جب سے سی بی اے کھلے عام 'ایسی پالیسی پر عمل پیرا ہے' میں اسے تیسری لائن سے وقت بچانے کے لئے پڑھ رہا ہوں' جس نے پاکستان اسٹیل کی متحدہ افرادی قوت کو تقسیم کر کے رکھ دیا ہے۔ پاکستان اسٹیل کو موجودہ ابتر حالت تک پہنچانے میں ان افراد و گروہوں کا بڑا حصہ ہے جنہوں نے اس کے وسائل کو انتہائی بے رحمی سے ناجائز استعمال کیا ہے۔ پاکستان اسٹیل کی سی بی اے کے زیر استعمال اب تک 70 گاڑیاں رہی ہیں اور خود چیئرمین سی بی اے کے پاس ذاتی استعمال کے لئے دو کاریں اور دو vans موجود ہیں۔ اس کے علاوہ بھی سی بی اے مختلف غیر سرکاری کاموں کے لئے زبردستی اضافی گاڑیاں حاصل کرلیتی ہے جس کی وجہ سے پاکستان اسٹیل کو وسیع اخراجات کا سامنا کرنا پڑا ہے اور سی بی اے کے علاوہ بھی پاکستان اسٹیل کی 29 گاڑیاں ایسے افراد کے زیر استعمال رہی ہیں جن کا پاکستان اسٹیل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب چیئرمین ! آگے انتظامیہ کہتی ہے کہ چیئرمین سی بی اے اس قدر............

<u>اخونزادہ بہرہ ور سعید :</u> جناب والا !

<u>جناب پریذائیڈنگ آفیسر :</u> بہرہ ور سعید صاحب !

<u>اخونزادہ بہرہ ور سعید :</u> میں جناب والا ! گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن' سینٹ کی متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے رکن ہیں۔ ہم اور آپ جب وہاں اکٹھے گئے تو اس وقت انہوں نے ان چیزوں کی نشاندہی نہیں کی۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پھر یہ کیسے ان پر انکشاف ہوا......

(مداخلت)

سید اقبال حیدر : میں اس طرف آرہا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : اخونزادہ صاحب ! جب آپ کی باری آئے تو اس وقت اس پر بات کرلینا۔ اس وقت آپ تشریف رکھیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : یہ میں عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے اس وقت یہ باتیں نہیں بتائی۔

Mr. Presiding Officer: No cross talk.

سید اقبال حیدر : جناب والا ! میں اسٹیل ملز کی انتظامیہ کا bulletin 9ر فروری پڑھ رہا ہوں یہ میرے پاس 15ر دسمبر کو موجود نہیں تھا۔ میں وہ کچھ کہہ رہا ہوں جو کہ سٹیل ملز کی انتظامیہ کہہ رہی ہے۔ براہ مہربانی ذرا سا صبر و تحمل سے سنیں۔

"یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں ہو گی کہ چیئرمین سی بی اے کی اس قدر وسیع بین الاقوامی سرگرمیاں ہیں کہ انہوں نے پاکستان اسٹیل کے خرچے پر ایک ہی دن میں بھارت سمیت 9 بیرون ملک ٹیلیفون کئے۔ چیئرمین سی بی اے کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ ان کی کوششوں سے پاکستان اسٹیل کے طبّی اخراجات کم ہوئے ہیں جب کہ یہ اخراجات جو 1990-91ء میں 28 کروڑ 4 لاکھ روپے تھے' 1991-92ء میں بڑھ کر 31 کروڑ 80 لاکھ تک جا پہنچے۔ پاکستان اسٹیل سی بی اے کے ادارہ میں موجود رینجرز اور دیگر قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کے بارے میں بھی بہت کچھ کہتی رہی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ انتظامیہ نے افسروں اور کارکنوں کو جسمانی تحفظ فراہم کرنے کے لئے یہ اقدامات کئے ہیں کیونکہ ماضی میں یہ سی بی اے کے تشدد کا نشانہ بنتے رہے ہیں۔ پاکستان اسٹیل کی انتظامیہ کو انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ سی بی اے ہی نے ادارہ میں تشدد کو متعارف کروایا ہے۔ انہوں نے افسران کو ڈرا دھمکا کر اپنے مفاد میں غیر قانونی فیصلے کرائے۔ جن افسران نے مزاحمت کی ان کو مارا پیٹا اور دفتر کے فرنیچر کو نقصان پہنچایا۔ چنانچہ کسی سرکاری تحفظ کی غیر موجودگی میں سی بی اے نے انتظامیہ کو مفلوج کر دیا اور نظم و ضبط کے فقدان کے باعث ادارہ میں کرپشن' بدعنوانیاں اور وسائل کا زیاں پھیل گیا۔ چنانچہ پاکستان اسٹیل کو جہاں 1990-91ء میں 58 کروڑ کا نقصان ہوا تھا وہاں

92-1991ء میں دسمبر 1991ء تک 35 کروڑ روپے کا خسارہ ہوا ہے۔ واضح رہے کہ پاکستان سٹیل کسی فرد یا گروہ کی ملکیت نہیں"۔

میں جلدی سے ان کے ایک تیسرے بلیٹن "خبرنامہ" کو پڑھ رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرے خیال میں "خبرنامہ" تو آپ نے بہت پڑھ لیا ہے اگر آپ نے کچھ اور کہنا ہے تو وہ بھی کہیں۔

سید اقبال حیدر: جناب! بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اقبال حیدر صاحب! وقت ختم ہو رہا ہے۔

سید اقبال حیدر: جناب! میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ میں جن حقائق کو پیش کر رہا ہوں ان کو سنیں، اور میں اپنی طرف سے ایک لفظ بھی نہیں کہہ رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ آپ اپنی طرف سے بھی کوئی لفظ کہیں۔

سید اقبال حیدر: میں اپنی طرف سے اس لئے نہیں کہہ رہا ہوں تاکہ اس کو پراپیگنڈہ نہ سمجھا جائے۔ اس کو یہ نہ کہا جائے کہ پیپلز پارٹی کا پمفلٹ ہے، میں ایک غیر جانبدار پمفلٹ پڑھ رہا ہوں اور اس میں آپ کو یہ سن کر حیرانگی ہو گی کہ جناب چیئرمین! اس وقت طبّی اخراجات کے اوپر 3 کروڑ روپے ماہانہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں ناجائز ذرائع سے استعمال کی چند مثالیں یہ ہیں کہ کچھ ملازمین ماہانہ 30 ہزار روپے سے لے کر 60 ہزار روپے کی دوائیں استعمال کر رہے ہیں اور ملازمین کی کافی بڑی تعداد 7 ہزار سے 25 ہزار روپے تک ماہانہ ادویات استعمال کرتی ہے۔ یہ کسی بھی طرح ممکن نہیں کہ ایک یا چند افراد اتنی بڑی مقدار میں مسلسل ادویات استعمال کر کے تندرست و زندہ رہیں اور بظاہر ان کو کوئی بیماری بھی لاحق نہ ہو۔"

جناب والا! جو اس سلسلے میں اپنی جناب سے کہنا چاہتا ہوں وہ گزارش یہ ہے کہ ان حقائق کی موجودگی میں آج جب کہ ہماری اسٹیل ملز کو ہڑتال کا نوٹس مل چکا ہے۔ میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اتنی گھمبیر صورت حال ہے کہ ہڑتال کے نوٹس کے بعد وہاں پر حالات بڑے کشیدہ ہیں۔ production down ہے، جو figures میرے دوست اور معزز رکن نے productivity figures کی دی ہیں، وہ جناب! 80 فیصد کا

ٹارگٹ تھا۔ جو ٹارگٹ فگرز تھیں 81 فیصد............

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: 71 فیصد۔

سید اقبال حیدر: 71 فیصد بھی اسٹیل ملز کی unfortunately productivity اس سال رہی نہیں ہے۔ اس سال یا گزشتہ سال۔ میرا کہنا یہ ہے کہ آج وہاں productivity اس ماہ جنوری ' فروری میں 47 فیصد ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے اس ادارے کو بچالیں۔ میں اس بارے میں فوری طور پر اپنی سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین سے اپیل کروں گا کہ وہ emergency meeting بلائیں۔ وہاں حالات اتنے کشیدہ ہیں کہ جس کا اندازہ in time ہو رہا ہے۔ روز خبر نامہ جو کہ انتظامیہ جاری کر رہی ہے ' اس سے بھی بخوبی ہو گیا ہو گا۔ اس وقت 32 کروڑ روپے اوور ٹائم پر خرچ کئے جا رہے ہیں۔ 32 کروڑ روپے۔ بڑی بڑی کمپنیوں کا یہ ٹوٹل بجٹ ہوتا ہے۔ 38 کروڑ روپے میڈیکل بلز پر خرچ کیا جا رہا ہے۔ ٹرانسپورٹ کے متعلق جناب چیئرمین آپ کو حیرانگی ہو گی کہ اس کا خرچہ کراچی ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے بجٹ سے بھی زیادہ ہے ' جو کہ 28 کروڑ روپے ہے۔ یہ صرف اسٹیل ملز کی گاڑیوں اور بسوں پر خرچ ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ جو ہمارا wage bill ہے وہ 1990ء میں 16 کروڑ تھا آج 24 کروڑ ہے۔ productivity ہے جو کہ 64 فیصد تھی جو peak رہی ہے ' top most اب وہ reduce ہو کر 47 فیصد رہ گئی ہے اور house loans یعنی کہ house loans جو ہے وہ بھی چار کروڑ روپے سالانہ جا رہا ہے 09ء39 ملین that is almost four crores

سر! یہ بدعنوانیاں ' یہ فضول خرچیاں جو ہیں اس کی سٹیل ملز متحمل نہیں ہو سکتی۔ ہم متحمل نہیں ہو سکتے اور فوری ضرورت ہے کہ اس چیز کا تدارک کیا جائے ' اس کو درست کرنے کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔ موجودہ ماحول میں سٹیل ملز کو چلانا ناممکن ہے اس کے لئے radical تبدیلیاں لانا لازمی ہیں ' وہاں پر سی بی اے کی یہ دہشت گردی ناقابل برداشت ہے ' ملک کے مفاد میں بھی ' سٹیل ملز کے مفاد میں بھی اور ہماری معیشت کے مفاد میں بھی نہیں ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ فوری طور پر ایک انکوائری کروائیں۔ ہماری اسٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس بلایا جائے۔ اس کی investigation کرائیں ' اور پھر اس کے لئے حکمت عملی وضع کریں اور یہ بات میں یہاں پر شکایتاً کہوں گا کہ 15 دسمبر کو جب

استینڈنگ کمیٹی وہاں پر گئی تھی تو مجھے دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمیں اصل حقائق سے آگاہ نہیں کیا گیا' وہاں پر ہمیں rosy picture present کی گئی۔ جناب والا ! جو working paper ہمیں وہاں دیا گیا تھا اور اسکے اندر جو فگرز ہمیں دی گئی تھیں' وہ فگرز بالکل غلط ہیں اور ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے چونکہ انہوں نے forecast کیا ہے 204 ملین پرافٹ'

in this year 1991-1992 whereas the fact is that we are going to suffer a loss of more than 98 crores of rupees. This is total negation. Lastly, when we were there it was the duty of the Government to brief us about the facts. The then Chairman Bokhari who was heading the Mills, we were not informed that he is corrupt; we were not informed that he is inefficient; we were not informed that he is incompetent; we were not informed that he is incapable of running the affairs of the Steel Mill but within one month, Sir, a new inquiry has been instituted against the same Chairman Bokhari, you know why Mr. Chairman, just because he refused to make those four thousand non-existent, and out of four thousand Mr. Chairman 1500 are ladies who are not seen anywhere to perform those hardworks of labour. It is merely because the Chairman Bokhari refused to make 4000 retainers permanent and an inquiry has been instituted against him by his subordinates. If there is an inquiry, let it be from FIA. Let it be by the Chairman of the Prime Minister's Inspection Commission or Committee. Why a junior of Mr. Bokhari should conduct an inquiry against him if there were charges against him? And if there were charges against Mr. Bokhari then why were we not informed of those charges? My last point is Sir, that the next Chairman who has come he took a very wise decision by not making the retainers and daily wage earners as permanent employees. Immediately a campaign has been started against the new Chairman, Mr. Qamaruzzaman. Then how can be function if this is the condition that he has to explain everything through a 'Khabar Nama'. Have you ever seen in any institution of the Government that a press release is being released by the administration everyday to clarify its position and to correct the fact. Sir, under these circumstances the new Chairman will also be bullied and be coerced and condomned and the Steel Mills will be the only institution that will suffer, people of Pakistan will be the only persons who will suffer and we will be facing economic crisis. So, I beg of you Mr. Chairman to suggest to our honourable Chairman of the Standing Committee to hold an emergency meeting and have a thorough investigation in it because

after 'the Hartal' from 2nd of March, 1992, the Steel Mills will be closed down if we do not intervene and the closure of Steel Mill will result into a colossal loss of crores of rupees per day. Therefore, I am emphasising the need for immediate action to save the situation from deteriorating any further.

Thank you very much, Mr. Chairman.

Mr. Presiding Officer: Thank you. Iqbal Haider Sahib.

I hope the Government has taken the notice of what the honourable Senator has had to say. I and perhaps the Chairman of the Standing Committee.....

ڈاکٹر محمد ریحان: کیا چیئرمین صاحب، معزز ممبر کی تقریر ختم ہو گئی ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی۔

ڈاکٹر محمد ریحان: تو جناب میری گزارش ہے کہ میرا نام بھی لکھ لیجئے۔ میں بھی اس پر تقریر کروں گا۔

سید فصیح اقبال: جناب! میں بھی تقریر کروں گا۔

حافظ حسین احمد: جناب! میرا نام بھی لکھ لیجئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: تو پھر آپ سیکرٹری صاحب کو نام لکھوا دیں، next time private member's day پر اس پر مزید بحث کر لیں گے۔ جن اصحاب نے تقریر کرنی ہے وہ اپنا نام لکھوا دیں۔

حافظ حسین احمد: جناب چیئرمین! "خبرنامہ" کے بعد موسم کا حال رہ گیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی۔

حافظ حسین احمد: خبرنامہ کے بعد موسم کا حال رہ گیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: موسم کا حال حافظ صاحب! آپ انہیں اگلی دفعہ بتا دیں۔

The House is adjourned to meet again on 25th February, 1992. at 10. A.M.

[The House then adjourned to meet again at ten O'clock in the morning on Tuesday, 25th February, 1992].

PCPPI—77(96) Senate—09-07-96—180.